

www.KitaboSunnat.com

اسلامی مہینے

فضا ئل، بدعات / آداب و رسوم

Training Manual

اسلامک انسٹی ٹیوٹ

91 با بر بلاک ، گارڈن ٹاؤن، لاہور

35837339 - 35852591

محدث الابریئی

کتاب و سنت کی دو قسمی ہائے دلیل، احادیث اور حدیث نبی ﷺ سے مدد ملک

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلسِ حقیقۃ النہایۃ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کی ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشر ہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈ نگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ KitaboSunnat@gmail.com
- 🌐 www.KitaboSunnat.com



اسلامی مہینے

فضائل، بدعاں / آداب و رسوم

Training Manual

www.KitaboSunnat.com

اسلامک انسٹی ٹیوٹ

91 با بر بلاک ، گارڈن ٹاؤن، لاہور

35837339 - 35852591

فہرست

ماہ محرم

ماہ صفر

ماہ ربیع الاول

ماہ رجب

ماہ شعبان

ماہ ذی الحجه

شادی مبارک

بچوں کی پیدائش

سوگ کا اسلامی طریقہ

فرض اکل محرم اور بارہ نماستی محرم

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشَّهْوَرِ عِنْدَ اللَّهِ أَثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ مَلَّقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذِي الْدِينِ الْقِيمُ فَلَا تَنْظِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ﴾ (النور: ۲۶)

«السنة اثنا عشر شهرا منها أربعة حرم: ثلاثة متواليات: ذو القعدة وذوالحجۃ والمحرم ورجب مضر الذي بين جمادی وشعبان» (ت: بنابری: الفہری، باب سورۃ التوبہ)

”سال بارہ ہمینوں کا ہے، جن میں چار حرمت والے ہیں، تین پے درپے ہیں اور وہ ذوالقدر، ذوالحجۃ اور محرم ہیں اور چوتھا مہینہ رجب مضر ہے جو کہ جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔“

ان میں خاص طور پر اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔

ظلم سے مراد

- ① ان ہمینوں میں لڑائی کو بکیرہ گناہ قرار دیا۔
- ② ان ہمینوں میں خاص طور پر اللہ کی نافرمانی سے بکو۔

تفہیم ابن کثیر میں ہے:

”ظلم کا گناہ اگرچہ بہت بڑا ہوتا ہے، لیکن اللہ جس میہینہ کو چاہتے اس میں ظلم کا گناہ اور بڑا کردے جیسا کہ اللہ نے فرشتوں میں سے یا میر فرشتوں کو جن لیا۔ کام میں سے تر آن مہید کو جن لیا، پوری زمین میں سے مساجد (کی زمین) کو جن لیا۔ ہمینوں میں سے ماہ رمضان کو جن لیا۔ دلوں میں سے یوم نعمہ کو جن لیا۔ راتوں میں سے لیلۃ القدر کو جن لیا۔ اللہ جسے چاہے عذالت دے دے، الہذا تم ہمیں اسے یہم تھوڑو جیسے اللہ عظیم سمجھتا ہے۔“

محرم کی فہیمت

یہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس میں نفلی روزے رکھنے ہیں۔ مسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

”أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحْرَمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيلِ“

”رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماه محرم کے روزے ہیں جو کہ اللہ کا مہینہ ہے اور فرض نماز کے احمد سب سے افضل نمازوں کی نماز ہے۔“ (ت: سالم: ۱۳۷۶)

خاص طور پر عاشورا کا روزہ ضرور کیجیں۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت: کانت قریش تصوم عاشورا فی الجاهلیة، وکان رسول

اللهَ يَعِظُّ صَوْمَهُ، فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ صَامَهُ وَأَمْرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فَرَضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ: مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ۔ (صحیح مسلم: ١٢٥٣، بخاری: ٢٠٠٣، مسلم: ٢٠٠٤)

”حضرت سائیہ“ کا بیان ہے کہ جاہلیت کے دور میں قریش میہور اکاروزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اس دن کا ۱۵/۱۶ کیتھے تھے۔ پھر جب آئیں نہیں تو کی طرف اس آجڑت کی تو ہمیں آئیں اس دن کا ۱۶/۱۷ کیتھے تھے اور ہمہ کرام کا اس کا حکم اٹھتے تھے، اس کے بعد جب دشمن کیروزہ تھے تو آئیں آپ ﷺ نے اختیار کیا۔ اور فرمایا: ”جس کا جی چاہے اس دن کا روزہ رکھ لے اور جو چاہے اس کو چھوڑ دے۔“

● حضرت رجیع بن مودود اہمیت ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کے ارد گردہ بیسے والی بستیوں میں یہ شہم بیجنا کہ بستیوں والے یوم عاشوراء کا روزہ رکھیں۔ یہاں پہنچنے تم خود ہمیں روزہ رکھتے اور اپنے پیشوں پیسوں کو پہنچنے تو ہم انہیں کھلانے دے دیا کرتے تھے تاکہ وہ ان کے ساتھ افشار تک دل بہلاتے رہیں۔ (صحیح مسلم: ١٢٣٦)

● حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ میں آئے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے ان سے پوچھا: تم اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عظیم دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی دن کا روزہ شکرانے کے طور پر رکھا اس لیے ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

”فَنَحْنُ أَحْقَ وَأَوْلَى بِمَرْسِيِّ مَنْكُمْ“ (صحیح بخاری: ٢٠٠٣، صحیح مسلم: ١٢٣٠)

”تب ہم تم سے زیادہ حن رکھتے ہیں اور تمہاری نسبت ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں۔“ عاشوراء (وں محرم) کا روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ باقی اس میں یہود کی مخالفت کریں یا تو ۹۱۰ یا ۱۰۱۰ کا روزہ رکھیں۔

بدعاتِ محرم

ماہ محرم اور ما تم:

”لِيَسْ مَنَا مِنْ لَطَمَ الْخَدُودَ وَشَقَ الْجَيْوَبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ“ (صحیح بخاری: ١٢٩٣)

”وَهُنَّ أَنْفَلُهُمْ مِنْ سَبَّهُمْ جَمْسُ نَرْخَارَوْنَ پَرْلَامَانْ پَرْلَامَانْ زَارَ، گَرْبَانُوْں کُو چاک کیا، جاہلیت کے دعویٰ کے ساتھ ایکاراً یعنی وادیا کیا اور مسیہت کے دانت بلاکت اور دنت اور بیمارا۔“

”النَّاَحَّةُ إِذَا لَمْ تَبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سَرْبَالٌ مِنْ قَطْرَانٍ وَدَرْعٍ مِنْ

بیان (تئن، نام ۹۱۳)

”نوحہ کرنے والی عورت اگر موت سے پہلے تو بیٹھیں کرتی تو قیامت کے روز اس حال میں اٹھائی جائے کی کہ اس پر نارکوں کی ایک قیسہ ہوئی اور پیاری کے ایک لباس نے اس کے ہم کو ڈھانپ رکھا ہو گا۔“
اپنے لالہ، دوران سے بیت پیت وقت بخش ادھارت اس بات پر بھت بیت پیت بیت بیت کریں گی۔

”کافی اللہ اور یہ آنحضرت پر ایمان اتنا ہے، کسی کی دست یہ بھی ان سے زیادہ ماقوم نہ کر سکے۔“
یہوی کے جو شوہر کی موت پر ۲۳ ماہ ادن کی عدالت گزارتی ہے۔ ماہ محرم میں نوحہ اور ماقوم نواسہ رسول کی شہادت کے قلم میں کیا باتا تھے کون ہے، جنہیں ان کی شہادت کا قلم نہ ہو گا، کیونکہ ان کی محبت تو ایمان کا حصہ ہے۔ وہ ایک جلیل القدر سماں اور حضرت فاطمہؓ کے لخت بلدر ہیں جن کے بارے میں آپؐ نے فرمایا۔

»من أحبهمما فقد أحبني ، ومن أبغضهمما فقد أبغضني« (مسند احمد: ۱۵/۴۰۲)

”جس نے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغضہ رکھا اس نے مجہت بغش کر کے“
حضرت بریدہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمائی ہے تھے کہ اس دوران حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نعمودار ہوئے، انہوں نے سرخ رنگ کی قیصیں پہنی ہوئی تھیں اور وہ ان میں بار بار پھیل رہے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مبشر سے پیش اترے، اپنا خطبہ روک دیا، انہیں اٹھایا اور پیگوں میں بھالیا۔ پھر آپ ﷺ انہیں اٹھائے ہوئے منبر پر چڑھے اس کے بعد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے مجھ فرمایا ہے کہ «إِنَّمَا أَنْوَأَكُمْ وَأَنْلَدُكُمْ فِي قُلُوبِهِمْ...» بے شک تمہارے آموال اور ثہواری اولاد آزمائش ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنا خطاب کمکمل فرمایا۔ (سنن ابو داؤد: ۱۰۰، سنن ابن ماجہ: ۳۶۰)

حضرت ام سلمہؓ کی حدیث ہے کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بارے میں حضرت جبریلؓ نے آپؐ کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ ہم ان احادیث کے پیش نظر ان دونوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی محبت کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اس پر نوحہ، ماقوم اور سینہ کو بی ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کو حرام قرار دیا۔

تاریخ ماقوم و تحریزیہ

تحریزیہ کا لغوی معنی ہے تسلی دینا۔ آج کل بدعافت نرم میں تحریزیہ اور ماقوم نہ ملیاں ہیں۔ ماقوم کی ابتدا چوتھی صدی میں ۳۵۲ھ میں حاکم معز الدولہ نے کی۔ اس نے حکم دیا کہ عاشورا کے دن تمام دکانیں اور بازار بند

کر دیتے جائیں۔ نابائی اور باور پی تندور نہ سلکا گئیں اور لوگ مردیے پڑھتے ہوئے بازاروں میں امام حسینؑ پر مقام کر دیں۔ یہ پہلا دن ہے کہ بغداد میں یہ رسم ادا کی کی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے عز الدولہ نے اس کی مزید ترقی کی۔

تعزیریہ کی ابتداء یوں ہوتی کہ تیوری دور میں چونکہ بادشاہ اور وزراء ہر سال کربلا نہ جاسکتے تھے تو انہوں نے امام حسینؑ کے روندہ کی نقل حاصل کرائے اس کو تعزیریہ کی شکل میں بنیار کرایا تاکہ ہندوستان کے شیعہ کربلا معلیٰ کی زیارت سے ثواب حاصل کریں۔ اب یہی چیز بڑھتے بڑھتے وہ صورت اختیار کر گئی جو آج کل نظر آتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دلدل (کھوڑا) اور عَلَم بھی لٹھنے لگے۔ شیعہ اور جاہل سنی اس کے ساتھ دہ سادک کرتے ہیں جو درجہ شرک کو پہنچ باتا ہے۔ مثلاً:

(۱) اس کو ثواب کی نیت سے دیکھتے ہیں۔

(۲) متبرک بنتھت ہوئے اس کے پیٹ سے گزرتے ہیں، اس کے ساتھ چلتے ہیں۔

(۳) نعمتیں مانتے ہیں کہ اگر مہر انداں کام ہو، گیا تو اُنکے ہیں یہی تعزیریہ نکا اون گا۔

(۴) تعزیریہ پر چڑھادے امام حسینؑ کے نام سے چڑھاتے ہیں۔

(۵) ابھی لوگ تبرکا اس کو اپنے گسروں میں رکھنے پورتے ہیں تاکہ ان کا سایہ رہے اور مسیبت نہ پہنچے۔ ماتم صرف ہندوستان میں ہی ہوتا ہے۔ دنیا میں اور کہیں بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ ایران میں بھی جہاں کربلا معلیٰ اور امام حسینؑ کا روضہ ہے وہاں بھی نہیں وجہ.....؟؟

ہندوؤں کے ہاں ایک تہوار ہوتا ہے۔ دسہرہ کا۔ وہ لوگ یہ تہوار دس دن مناتے ہیں۔ بڑی دعویٰ دھام سے یہاں کی ایک مددی جنگ کا ذکر ہے۔ وہ جنگ کا فرضی نقشہ کیپتی ہیں ان کے ہاں بھی دس دن کا تہوار ہے۔ مسلمانوں کے ہاں بھی۔ ادھر بھی ایک جنگ ہے۔ ادھر بھی وہ لوگ تہوار منانے کی دسویں تاریخ کو جوانہوں نے جنگ کے منظر نامے بنائے ہوئے ہیں۔ توڑ پھوڑ کر میدان میں پھیلک دیتے ہیں۔ ہو، بہو مسلمان بھی اسی طرح حضرت حسینؑ کی قبر کی نقل یعنی تعزیریہ کو نرم کی دس تاریخ کو ڈھول باجھے بجا تے ہوئے مرد عورتیں، پچھے بڑھ جشن کی طرح تعزیریہ کے ہمراہ پھرتے ہیں وہ رام رام پکارتے ہیں۔ یہ حسینؑ پکارتے ہیں بس تعزیریہ اصل میں دسہرہ کی نقل ہے۔

دس نمرم یوم تشكیر تھا۔ اس دن شکرانہ کے لیے روزہ کا اہتمام کیا گیا تھا، لیکن افسوس لوگوں نے اس دن کے حوالے سے کیا بدعاں ایجاد کر لیں۔ سنت بدعت بن گئی۔ لیکن افسوس صد افسوس! اس روز میں معیار

تبدیل ہو گیا ہے، لوگوں نے اس دن کے ڈالے۔ سب آئیں کیا بدعت انباد کر لیں ہیں، سنت بدعت ہن گئی ہے اور بدعت کو سنت تصور کیا جانے لگا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس دن کا روزہ رکھا جاتا اور پچھلے ایک سال کے گناہ معاف کر دا نے کا جو سنہری موقعہ ملا تھا اس سے فائدہ اٹھایا جاتا، اس کے بجائے لوگوں نے یہ دن کھانے پینے کا دن تصور کر لیا ہے۔ لہذا خوب کھانے پینے کا احتمام کیا جاتا ہے، خصوصی ذہین تیار کی جاتی ہیں، پانی اور دردہ کی سبلیں رکائی جاتی ہیں اور سنت رسول ﷺ کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔۔۔ نہیں معلوم یہ حضرت حسینؑ کی شہادت کاغم ہے یا ان کی شہادت کا جشن ہے جو منایا جاتا ہے۔
اور اس سلسلے میں کچھ احادیث بھی بیان کی جاتی ہیں جو کہ موضوع ہیں۔

محرم اور سنابہ کرام

ماہ محرم میں ایک اور ظلم:

صحابہؓ کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اللہ کے راستے میں دنیا کی ہر مصیبت اٹھائی۔ رشتہ دار چھوڑے، ماں، باپ، بیٹا ہر رشتہ چھوڑ آپؐ کے ساتھ جنگوں میں جان ہنسی پر رکھی۔ انہیں جلت ہوئے کوئاں پر لایا گیا (حضرت خباب بن ارتؓ) جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گواہی دی۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ ہم ہر اس شخص سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہؓ سے بغض رکھتا ہے، کیونکہ فرمان نبی ﷺ ہے:

«لَا تُسْبِرُوا أَصْحَابَيِ الْفُؤَادِ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنْ أَحَدُكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبَ مَا بَلَغَ مَدْهُومًا وَلَا نَصِيفَهُ» (معجم بخاری: ۳۶۷۳، معجم مسلم: ۲۵۹۰)

”میرے ماقریزوں کو برا بھلا مت کہنا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی ایک احمد پہلا کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ نہ ان کے ایک مدد کے برابر ہو سکتا ہے نہ نصف مدد کے۔“

* محرم کی ایک اور حیثیت بھی ہے۔ مسلمانوں کا نیا سال کیم محرم سے شروع ہوتا ہے۔ مسلم کیلئہ رکا آغاز ہبہت سے کپا گیا۔ جب کہ عیسائیٰ اتنویم کا آغاز حضرت عیسیٰؑ کے یوم پیدائش سے کیا گیا ہے۔ ہبہت سب آغاز بڑا معنی خیز ہے۔ مسلم کو یہ ذہن نشین کرایا گیا کہ دین کی ناولر ہر قربانی دینی لازمی ہے۔ اگرچہ اپنا دلن بھی کیوں نہ چھوڑنا پڑے۔ یہ ماہ محرم کا اصل پیغام ہے۔



اسلامک انسٹیٹیوٹ

35852901 / 35837339 - 91۔ بابر بلاک۔ گاؤں ٹاؤن لاہور فون نمبر:

صرف کا مہینہ اور اس سے بدشگونی لینا

اللَّهُمَّ لَا تَحِيرْ إِلَّا خَيْرٌ كَ وَلَا طَكِيرًا لَا طَكِيرٌ كَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ
اے اللہ! تیری دی ہوئی بھلائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہیں اور تیری فال کے علاوہ کوئی فال نہیں اور تیرے علاوہ کوئی معجود نہیں۔

تمہید

اللہ نے جب سے زمیں و آسمان بنائے چاند کے ذریعے یا اہتمام کر دیا کہ لوگ اپنی تاریخوں کا تعین آسمانی سے کر سکیں۔ چاند کی گردش کو اللہ نے ایک خاص ضابطے کا پابند ہادیا اسکے گھنٹے اور بڑھنے سے نتوکسی کی قسم پر اڑپڑتا ہے اور نہ ہی خاص مہینے کا چاند کسی خوست کو لے کر آتا ہے اور نہ ہی خوش قسمی کا خاص مہینہ ہوتا ہے کیونکہ بد قسمی اور خوش قسمی تو انسان کے اپنے اعمال سے ہوتی ہے۔ سورج چاند یا ستاروں کی گردش سے نہیں ہوتی۔ کوئی بھی کیلندر ہو تو تیری ہو یا ششی ہو بکری نام مختلف ہو جاتے ہیں مگر انہیں کی تعداد بارہ ہی رہتی ہے۔

اہمیت

قری کیلندر کا دوسرا مہینہ صرف کا مہینہ ہوتا ہے۔ صرف کے مہینے میں آپ نے معمول کی عبادات کے علاوہ اور کوئی خاص عبادات نہیں کی اور نہ ہی کسی خاص بلاد سے پہنچنے سے خبردار کیا۔

توہمات

اسکے حوالے سے لوگوں میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ بہت سی بدشگونیاں وابستہ کر لی گئی ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اس کے طلبہ خود ہی ملاش کر لئے ہیں۔ مثلاً

1۔ اس مہینے میں شادی نہ کرنا 2۔ یہ ماہ مردوں پر بھاری ہے۔ 3۔ اس ماہ آٹے کی 563 گولیاں بنا کر تالابوں میں ڈالی جائیں تاکہ بلا کسی میں اور رزق میں ترقی ہو۔ 4۔ اس مہینے میں 13 تاریخ منحوں ہے۔ جو تیرہ تیزی بھی کبھی جاتی ہے۔ اس میں جو کام کیا جائے وہ تیرہ سال کرنا پڑتا ہے۔ 5۔ اس مہینے میں چنے بال کر ملے میں بانے جائیں تاکہ بھاری بلا کسی دوسروں کی طرف چلی جائیں۔ 6۔ اس مہینے میں ۱۲ اباریا اس سے زیادہ سورہ مزمل پڑھی جائے۔

توہمات کی حقیقت

توہمات اور شگون جو اس ماہ کے ساتھ وابستہ کردے گئے ہیں اصل میں بے حقیقت ہیں۔ عرب میں حرمت کے تین ماہ (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم) کے ختم ہوتے ہی لوث مار کے لئے نکل پڑتے تھے۔ ان کے گھر خالی رہ جاتے تھے جن کو صفر الکان کہا جاتا تھا۔ صرف کے معنی ہیں خالی ہونا جیسے صرف کا ہنسہ، عربوں نے گھروں کے خالی ہونے اور جنگ و جدال کی وجہ سے اس ماہ کو اپنے لئے منہوس خیال کر لیا۔ گھروں کی بر بادی اور بر رانی کی اصل وجہ پر نور کے بغیر کہ یہ سب ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے۔ لہائی بھلڑے اور جدال سے تو پرہیز نہ کیا۔ اس مہینے کو منہوس خیال کیا۔ بجدوں خوست کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

وَكُلْ انسانُ الزَّمْنِ طَفْرَهُ فِي عَنْقِهِ وَنَخْرُجَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَتَبَا يَلْقَهُ مِنْ شَوْرَا - اقرا کتابک کفی بنسک الیوم عليك حسیبا۔ (الاسراء)
اور ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے۔ اور قیامت کے دن ہم ایک نو شیاستے لئے نکالیں گے جیسے دھکی کتاب کی طرح پائے گا اور کہا جائے گا پڑھا پناہ
اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

ما اصاپك من حسنة فمن الله وما اصاپك من سبيبة فمن نفسك۔ (النساء)

کوئی بھلائی جو تمہیں پہنچ تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور کوئی برائی تمہیں پہنچ تو وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

مختلف توهہات

کالی لمی کا راستہ کاٹنا، صبح کسی شخص کو دیکھ کر کام خراب ہو گیا اسے مخوس سمجھا، آنکھ بھڑکتے سے خوف زدہ ہونا، سیاہ رنگ پینچے سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح انسان نے خود ساختہ پر بیٹھا نیاں گھٹ رکھی ہیں۔ دراصل شیطان ان سب وسوسوں سے انسان کو شرک میں بٹا کر دیتا ہے اور اسکے اتمال ضائع کر دیتا ہے۔ یہ سب توهہات انسان کو کمزور کر دیتے ہیں اس کے برکت اللہ کی ذات پر بچتہ ایمان اور توکل انسان کو جرات، بہادری اور اعتاد دیتا ہے۔

احادیث مبارکہ

عبداللہ ابن مسعود رضویت روایت ہے، آپ نے فرمایا اللطیرہ شرک، الطیرہ شرک، ثلاثا و ما منا الا ولکن الله یذھب بالتوکل۔ بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، تمیں بارکہ اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر (اسے وہم ہو جاتا ہے) لیکن اللہ توکل کی وجہ سے استدراکر دیتا ہے۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، لا عدوی ولا طیرہ ولا هامة ولا صفر و فرو من المجدوم كالفر من الاسد۔

مرض کا لگ جانا نکوت، الوار صفر کچھ نہیں اور جذا ی شخص سے اس طرح بچو جیسے شیر سے بچتے ہو۔

جاہر کی روایت ہے کہ میں نے نبی سے سنا، لا عدوی ولا طیرہ ولا هامة ولا صفر و لا غول۔

مرش کا لگ جانا صفر اور بحوث پریت کچھ نہیں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اتنے واضح احکامات کے باوجود یہ بدشگونیاں ہمارے معاشرے میں عام کیوں ہیں۔ ہربات کے لئے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ صفر کا مینی کی نکوت کا خیال اس موضوع حدیث سے عام ہو گیا ہے۔

من بشرنی بخروج الصفر بشرطہ بالجنۃ

جو شخص مجھ کو ماہ صفر گزرنے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔

یہ من گھڑت بات ہے حدیث سے اس کا کوئی تعلق ہیں ہے اسلئے صفر میں شادی نہ کرنا، خوشی کی کوئی بھی تقریب منعقد نہ کرنا شریعت کا حصہ نہیں ہے۔

صفر کے ماہ سے منسوب ایک اور غلط فہمی

صفر کے مینی میں جہاں یہ توهہات پائے جاتے ہیں وہاں ایک طرف خوشی بھی منائی جاتی ہے اور دلیل یہی جاتی ہے کہ آپ بیماری کے بعد اس دن سخت یا ب ہوئے تھے۔ اور سید تفریح کے لئے نکلتے تھے۔ حالانکہ اگر تاریخ کام طالعہ کیا جائے تو حقیقت اسکے برکت ہے۔ ابن ہشام سیرت میں لکھتے ہیں۔ پس ہمارے رسولؐ کی ابتداء ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اُنکی روح قبض کر لی۔

اس میں گھڑت بات کو بنیاد بنا کر اس مینی کے آخری بدھ کو چھٹی کی جاتی ہے کاروبار بند کر دئے جاتے ہیں خصوصاً ہاتھ سے کام کرنے والے چھٹی مناتے ہیں، مٹھائی تسمیم کی جاتی ہے۔ اس دن چھٹی و بنا باعث ثواب سمجھا جاتا ہے۔ خاص طور پر چوری بنائی جاتی ہے کہ اس دن آپ نے چوری کھائی تھی۔ خواتین اس دن اپنے کپڑے پہنچتی ہیں۔ لوگ خاص طور پر تفریح کے لئے نکلتے ہیں۔ جبکہ اس کی تفصیل سن تو سیرت کی کتابوں میں ہے نہیں احادیث مبارکہ میں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، قل لَنْ يَصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مُوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلِيَتُوْكِلُ الْمُوْمِنُونَ۔

آپ نے فرمایا: ما اصابک لم یکن لیخطنک و ما الخطاک لم یکن لیصیبک

جو مصیبہ تم کو بخی و تم سے مل نہیں سکتی تھی اور جو مل گئی و تم پر آئی نہیں سکتی تھی۔

فائدہ

یہ عقیدہ انسان کو ملنیں کرتا ہے کہ جو ہوا اللہ تعالیٰ کی اذن سے ہوا اور اس میں اللہ کی کوئی تکمیل پو شیدہ ہے۔ اور انسان شرک ہیسے کبیرہ گناہ سے نجات ہے۔ اس عقیدہ کو پہنچنے کے لئے نبی کریمؐ فرض نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مَعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالِّجَدُ مِنْكَ الْجَدُّ۔

اَنَّ اللَّهَ أَكُونَ رُوكَنِيْ نَمِيْسَ سَكَّتَ جَوَّاَپَ عَطَّاَكَرِيْسَ اُورَكَوَیَ دَنَّ نَمِيْسَ سَكَّتَ اَسْتَاَ جِسَ کَوَآپَ رُوكَنَا چَمِيْسَ اُورَآپَ کے عذاب کے مقابلے میں کسی دولتمند کو اسکی دولت فائدہ نہیں دے سکتی۔



اسلام کی اسلامیت پر

35852901 / 358373391 - بابر بلاک - گاؤں ٹاؤن لاہور فون نمبر:

ماہ ربيع الاول

امت پر نبی ﷺ کے حقوق

ہم مسلمان ہیں اور ہم نے کلمہ پڑھا تھا۔ اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسے کے ذریعے ہم رسول اکرم پر ایمان لائے۔ رسول دنیا میں اللہ کا پیغام برہوتا ہے۔ جو اللہ کے احکامات اسکے بنزوں تک پہنچتا ہے۔ اس طرح ہم پہلے رسول پر ایمان لائے ہیں اور بعد میں اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ اور پھر آخرت پر ایمان لا کر ہمارے ایمان کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ امت پر نبی ﷺ کے کون کون سے حق ہیں۔

1: اللہ کا بندہ اور رسول مانتا

آپ کی رسالت پر ایمان لانا اور جو دین آپ کے لئے کرتے اسے سچے دل سے قبول کرنا فرض ہے۔ کیونکہ اسے پرانا کی نجات موقوف ہے۔ اور جو شخص آپ کی نبوت پر ایمان نہیں لاتا وہ یقیناً جہنم ہے۔

وَمَنْ يَهْتَاجُ غَيْرُ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلْنَ يَقْبَلْ مِنْهُ (آل عمران)

جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا ملتلاشی ہوا سے (وہ دین) ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

یہ حدیث اسی آیت قرآنی کی تشریح ہی تو ہے:-

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يُسْمِعُ بِيْ أَحَدٌ مِّنْ هَذِهِ الْأَمْتَى يَهُودِيَا وَلَا نَصْرَانِيَا ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يَوْمَنْ بِاللَّهِ أَرْسَلْتَ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (مسلم)

اس رات کی قسم جس کے ہاتھ میں مسیح کی جان ہے۔ اس امت کا کوئی شخص چاہے یہودی ہو یا یوسفی میرے بارے میں سنے اور اسے اس حالت میں موت آئی کروہ اس شریعت پر ایمان نہ لای جسے دے کر مجھے سمجھا گیا ہے تو وہ یقیناً جہنم والوں میں ہے۔

2: تعظیم کرنا

رسولؐ کا امت پر درست حق یہ ہے کہ آپؐ کی تعظیم کی جائے۔ آپؐ کی زندگی میں صحابہ کو آپؐ کا نام لینے سے یا آپؐ کے ساتھ عام لوگوں جیسا معاملہ کرنے سے روک دیا گیا۔ آپؐ کی موجودگی میں اوپنی آواز سے بات کرنے سے منع کر دیا گی اپنی آواز میں آپؐ کا احترام کرنے کی ختنے سے تلقین کی گئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصواتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجُورٍ بِهِضْكِمْ لِعَضْنَ انْ تَعْبَطْ أَعْمَالَكُمْ وَانْتَمْ لَا تَشْعُرُونَ

(جمرات)

اے ایمان والوں! کی آواز سے اپنی آواز اوپنی سڑ کرو۔ ائمے سامنے بلند آواز سے اس طرح بات نہ کرو جس طرح تم آپس میں اک دوسرے سے کرتے ہو درستہ مبارے اعمال بر بارہ ہو جائیں گے اور تمہیں احساس تک نہ ہوگا۔

بتویم کے وندکی آمد پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ میں ان پر امیر ہنانے کے سلسلے میں اختلاف ہو گا اور انکی آوازیں اسی طرح آپؐ کے سامنے بلند ہو گئیں اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن زیارتؓ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت شراس قدر پست آواز میں بات کرتے تھے کہ آپؐ کو ان سے دوبارہ پوچھنا پڑتا

کوہ کیا کمرے ہے ہیں۔

حضرت ثابت بن قیسؓ کی آواز نظری طور پر اوپنی تھی اس آیت کے نزول کے بعد گھر میں بیٹھ گئے اور مسجد بنوی میں آنابند کر دیا۔ آپؐ کے حکم پر حضرت سعد بن معاذؓ اُنکی خبر لینے گئے تو انہوں نے انہیں بہت پریشان دیکھا کہنے لگے۔ میرا بہت براحال ہے میرے عمل ضائع ہو چکے ہیں۔ کیونکہ میری واز آپؐ سے اوپنی ہے اور میں اب جہنم والوں میں سے ہوں۔ یہ برآپؐ کو دی گئی تو آپؐ نے خوب خبری دی کہ وہ جہنم والوں میں سے نہیں ہے۔ بلکہ جنت والوں میں سے ہیں۔ (بخاری مسلم)

3: صحابہ کرام کا طرز عمل

صحابی آپؐ کی خدمت میں حاضری کو سعادت سمجھتے۔ بغیر بھارت کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونا اور مصافر کرنا گوارہ نہ ہوتا اگر اسکے سفر کر رہے ہوتے تو اپنی سواری آپؐ کی سواری سے آگئے ہے بڑھاتے کھانا کھاتے توجہ تک آپؐ ہاتھ نہ بڑھاتے کوئی کھانا شروع نہ کرتا۔ بات کرتے وقت آپؐ کے بات کرنے کا انتشار کرتے۔ اگر آپؐ مکان کے نچلے حصے میں قیام پذیر ہوتے تو اپر واپسی کو یہ خیال کروہ آپؐ کے اوپر چل پھر رہے ہیں انہیں ایک کونے میں قید کرنے کے لئے کافی ہوتا۔ آپؐ کو کہی آکھی گھر کرند کیتھے، آپؐ بات کرتے تعلیل کرنے کے لئے پیکتے، آپؐ کے دشوں سے بچے ہونے پانی کے لئے چھینا جائیں ہوتے۔ آپؐ کا العاب دہن کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی پڑتا۔ اور وہ اسے تبرک سمجھتے ہوئے جسم پر لیتے۔ آپؐ کا پسند اور بال جس کے ہاتھ آجاتے وہ سمجھتا کہ بہت برقی بعثت ہاتھ آگئی۔

4: اب ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہئے

یہ تمام امور آپؐ کی زندگی میں تھے۔ وفات کے بعد آپؐ کی زندگی اور تکریم کا یہ طریقہ ہے کہ آپؐ کی احادیث کا احترام کریں۔ جب پڑھی جارتی ہوں تو شورہ مچائیں۔ حدیث کی تفہیم آپؐ ہی کی تفہیم ہے۔ خور سے نہیں۔ دل میں اتاریں۔ کردار کا حصہ نہیں۔ رسول اکرمؐ کا امت پر تیر راحی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے ذیادہ محبت آپؐ سے کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت ہی اصل ایمان ہے۔ اللہ کے بعد محبت رسولؐ کے لئے خاص ہے۔

فلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان (حدیث)

تین صفات ایسی ہیں کہ جس میں ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاں پالیتا ہے۔

۱۔ اللہ اور رسول اسکو اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ ہر چیز سے محبوب ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے مساوا سے کیا مراد ہے؟ اولادو الدین۔ ہم بھائی مال جائز ادا اور سب سے بڑھ کر اپنا نفس، اللہ اور رسول سے محبت ان سب سے بالاتر ہوگی تجھی ایمان کی مٹھاں محسوس ہوگی۔ ورنہ یہ لذت دل ہی نہیں سکتی۔ عبد اللہ بن ہشام فرماتے ہیں کہ تم اللہ کے رسول کے ساتھ جا رہے ہے تھے کہ آپؐ نے حضرت عمر کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا حضرت عمر نے اظہار عقیدت کے لئے کہا..... یا رسول اللہ آپؐ مجھے اپنی ذات کے علاوہ دنیا کی ہر چیز سے ذیادہ محبوب ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے ذیادی محبوب نہ ہو جاؤں تو تم مومن نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمر نے عرض کی اللہ کی قسم اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی ذیادہ محبوب ہو گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا باں اب اے عمر (یعنی تمہارا ایمان مکمل ہوا)۔

5: قرآن مجید نے واضح کیا

نبی کا حق مونوں پر انکی جان سے بھی ذیادہ ہے نبی کے ساتھ محبت نہیں تو ایمان نہیں اور محبت دوسری تمام نبیوں (مال، اولاد، جان) سے ذیادہ ہو درستہ ایمان ناقص ہو گا۔ ۲۔ صحابہ کرام کو آپؐ سے کس قدر محبت تھی۔ اسکا اندازہ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے سمجھے کہ ایک صحابی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگا۔ آپؐ مجھے اپنی جان اور اولاد سے بھی ذیادہ محبوب ہیں جب میں گھر میں ہوتا ہوں آپؐ کی یاد آتی ہے صبر نہیں آتا دوز کر آتا ہوں آپؐ گود کی کر دل کو خشنگ پڑ جاتی ہے۔ لیکن جب میں آپؐ کی اور اپنی موت کو یاد کرتا ہوں تو بے چین ہو جاتا ہوں کہ آپؐ تو انیاء کے ساتھ اعلیٰ ترین درجات میں ہوں گے میں جنت میں ہوا بھی تو (آپؐ تک پہنچنے پاؤں گا اور) آپؐ کے دیدار سے مخرم رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقنا
بنو اُولگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ جنت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے لعنی انبیاء اور صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ لوگ بڑے ہی انتہے ساتھی ہیں۔

6:- اسوہ حسنة پر عمل کرنا

امت پر آپ کا چوتھا حق یہ ہے کہ آپ گوزنگی گزارنے کے لئے بہترین نمونہ سمجھے اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی پیرودی کی جائے۔

لقد کان لكم فی رسول الله اسوة حسنة لمن کان یرجو الله والیوم الآخر

جو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اس کے لئے رسول کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

الله نے دنیا میں ہدایت کے لئے آخری کتاب سمجھی اور اسے محفوظ رکھا اس کتاب پر عمل کر کے دکھانے کے لئے رسول کو سمجھا اور ان کی سیرت اور تعلیمات کو بھی محفوظ رکھا۔ کیونکہ انہیں رحمتی دیتا ہے اس کے لئے نمونہ بنانا تھا۔ ایک قرآن آسمان سے اترتا تھا اور ایک قرآن مدینہ کی گیوں میں چلتا پھر بتا تھا اسی عمل قرآن کی پیرودی چلتے پھرتے اٹھتے پیٹھتے سوتے جا گئے ہر وقت کرنی ہے۔ زندگی کے عام معاملات میں خواہ وہ سیاست سے متعلق ہوں یا کار و بار سے عدالت سے متعلق رکھتے ہوں یا میدان کارزار سے اتنا تعلق نکاح سے ہو یا اولاد سے تعلیم سے ہو یا تربیت سے دنیا کے تمام معاملات میں آپ کو راجہنا اور راہبر بنائے بغیر اللہ کی قسم کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔

فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً ممّا فیت و یسلموا تسليماً (النساء)

تیرے رب کی قسم یہ لوگ تب تک مومن نہ ہوں گے جب تک تمام اختلافات میں آپ کو حکم نہ بنا کیں اور آپ کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم نہ کریں۔ تمام اختلافی مسائل میں آپ کی احادیث مبارکہ کو فیصلہ تعلیم کر کے سر جھکا دیا جائے اور اس مقابلے میں کسی کی رائے یا کسی کے سلک کو کوئی اہمیت نہ دی جائے۔ ورنہ اللہ کا فیصلہ ہے۔

تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں۔

آپ کا پانچواں حق یہ ہے کہ آپ کی اطاعت کی جائے اور آپ کی نافرمانی نہ کی جائے۔ کیونکہ آپ کی اطاعت اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔

من يطع الرسول فقد اطاع الله

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔

وَمَا آتاكُم الرسول فَخُلُوهُ وَمَا نهكُم عنہ فَانهوا

جس چیز کا حکم رسول دیں اسے اختیار کرو اور جسے رسول روک دیں اس سے رک جاؤ۔

نہ صرف یہ کہ رسول کے منع کرنے پر منع ہو جاؤ بلکہ اگر تم منع نہیں ہوتے تو ہمارے اعمال ضائع ہونے کا خطرہ بھی ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم

اے ایمان والوں اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو (اطاعت نہ کر کے) اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

اسی آیت کی تعریف آپ کی زبان مبارک سے

جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں (مفت علیہ)

اطاعت کے ساتھ ایک حق ابتکان کا بھی ہے۔

7:- درود صلوٰۃ وسلم

حب نبوی کا ایک تفاصیلی بھی ہے کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی بول چال میں آئے درود صلوٰۃ زبان پر چالو ہو جائے۔ خود اللہ اور اسکے فرشتے بھی آپ پر درود سمجھتے ہیں۔

اَنَّ اللَّهَ وَمَنْكُتَهُ يَصْلُونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلَوَا عَلَيْهِ وَسَلَّمُوا تَسْلِيمًا

اللہ اور اسکے فرشتے بھی پر درود سمجھتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو تو آپ پر درود صلوٰۃ سمجھو۔

اللہ کا درود بھیجا یہ ہے کہ اللہ فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف فرماتا ہے۔ اور فرشتوں کے درود سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں۔

آپ کافر مان ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ حمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

قیامت کے دن آپ سے سب سے زیادہ ترقیب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ درود بھیجا ہوگا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا ہے۔ اللہ اس پر دس حمتیں نازل فرماتے ہیں، دس گناہ معاف فرماتے ہیں اور دس درجے بلند کرتے ہیں۔

ابن ابی کعب کو آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر حمتاً زیادہ درود بھیجو گے اتنا ہی بہتر ہے۔ اور وہ درود تمہاری ہر پریشانی دور کرنے کے لئے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردے جائیں گے۔

اذا تکفى همك ويغفرلك ذنبك (ترمذی)

یہ درود درود برائی کی ہوتا چاہئے کیونکہ یہ نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ۲۷ ہمارے لئے مانوس ہے۔ ۳۰ آپؐ کے اپنے الفاظ ہیں۔ امیوں کے بنائے ہوئے درودوں کے مقابلے میں آپؐ کی زبان سے جاری ہونے والے الفاظ یہ جتن رکھتے ہیں کہ ہمان کے ساتھ آپؐ کے لئے دعا کریں۔

8:- بدعتوں سے احتساب ربيع الاول کے حوالے سے کی جانے والی بدعا

بدعت کیا ہے

ہر وہ عمل بدعت ہے جو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے جبکہ دین میں اس کی اصل نہ ہو۔ تو آپؐ نے اس پر اعمی کیا ہونا اجازت دی ہوا یہاں اگلی اللہ کے ہاں مقبول نہیں مردود ہے۔

من عمل عملاً ليس له امرنا فهو رد (بنواری)

جو کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔

آج دین کو سب سے زیادہ بدعا نے تقسان پہنچایا ہے۔ امت کے اختلاف کی وجہ بھی یہی بدعا ہے۔ آج اصل دین ختم ہو چکا۔ بدعتوں نے اسکے اصل چھرے کو ڈھانپ دیا ہے۔ حب نبوی کے سلسلے میں آج کل جو بدعا رواج پذیر ہیں انہیں دیکھ کر شرم آتی ہے۔ عید میلاد النبی کے جلوسوں میں جو جنم دھاڑ حب نبوی کے نام پر ہوتی ہے وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔ علاوه ازیں جب نماز کا وقت آتا ہے تو ان جلوسوں میں سے نماز کے لئے نکلنے والے چند ایک ہی ہوتے ہیں۔ حب نبوی کے سلسلے میں نعمیں اکثر غلوے خالی نہیں ہوتیں بلکہ شرک تک جا پہنچتی ہیں۔ حال پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ بال کھلے ہوتے ہیں۔ عشق نبوی میں غرق لیکن فرائض دین سے غافل۔ عید میلاد النبی جس کا آغاز آپؐ سے ۶۰۰ سال بعد ہوا اس کا منانا عین دین بن گیا ہے جبکہ رسول اللہ نے ہر بدعت کے بارے میں فرمادیا تھا کہ:-

کل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار

ہر قیچیز بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔

9:- ربيع الاول کے حوالے سے کی جانے والی بدعا

اللہ کے نبیؐ نے دو عیدوں کا ذکر کیا ہے جبکہ اس دن کو تیسری عید کا نام دیا جاتا ہے۔

اس سارا مہینہ جلوس اور شرک کی نعمتوں کی مخالف

۱:- جلوس میں تعزیر یا درود سہرہ کی طرح مختلف ماذل بنائے جاتے ہیں۔ اونٹوں کا جلوس، گھوڑوں کا جلوس آگے آگے بینڈ بابجے والے ہوتے ہیں پتھر پتھر کی لفڑی ہوتی ہیں۔ جس میں وہی باقی ہوتی ہیں جن کو ختم کرنے کے لئے نبیؐ کی تشریف لائے۔

۲:- حفل عید میلاد النبی کا انعقاد بھی بدعت ہے۔ اس میں کھڑے ہو کر سلام پیش کرنا ایک شرکیہ عقیدہ ہے۔

۳:- ثواب سمجھنے ہوئے بڑی بڑی نعمتوں کی مخالف کا انعقاد ہوتا ہے جس کے لئے خوبصورت ہال بنائے جاتے ہیں۔ اسراف کے پہلو کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

۴:- اسی مقصد کے لئے راستے روک کر بڑے بڑے نینٹ لگائے جاتے ہیں۔ جبکہ راستہ روک کر نماز ادا کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ ان دنوں میں خود ساختہ اور موصوع درود

پڑھنے کا رواج عام کیا جاتا ہے۔

۶۔ ان مغلوں میں فرض نہازوں کے اوقات کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا۔ اور ثواب تہذیب کرنے کو خواہ کو جاری رکھا جاتا ہے۔
۷۔ اربع الاول کو سالگرہ کی نوعیت کا جشن ولادت منایا جاتا ہے۔ جبکہ سالگرہ کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ اسکا موجد کوئی اور تھا۔

10:- جشن ولادت کیوں نہ منائیں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اپنے نبی کی محبت میں آخر ہم جشن ولادت کیوں نہ منائیں۔ اسکے جواب کے لئے کچھ جواز موجود ہے۔
۱۔ خود نبی نے نہیں منایا۔ اپنی کم از کم وہ سالمدنی زندگی میں بھی نہیں۔

۲۔ صحابہ نے بھی آپ کی عقیدت میں یہ کام نہیں کیا۔

۳۔ اسراف اور شودہ نمائش دین کا حصہ نہیں۔

۴۔ فرض پر بدعتی اعمال کی وفاقت دی جاتی ہے۔

۵۔ رسول اللہ کی سالگرہ مناتے ہوئے بڑے عالم بھی اپنی سالگرہ منانا شروع ہو گئے ہیں۔

آج کا سب سے بڑا جہاد ان بدعتوں سے اسلام کو پاک کرتا ہے۔ صحیح دین کے مأخذ دوی میں۔ اللہ کا کلام قرآن اور رسول اللہ کا کلام حدیث ہے جنکی خانلٹ کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔

ان علینا جمعہ و قرآنہ فاذًا قراناہ فاتیع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ (القیامہ)

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم قرآن کو جمع کریں اور اسے آپ کو (وہی کے موقع پر پڑھائیں) جب ہم اسے (آپ کو اے نبی) پڑھائیں تو آپ اسکے پڑھنے کی پیرروی کی جائے۔ اسکے بعد اسکا بیان اور تشریع (جو کہ احادیث میں ہے) وہ بھی ہمارے ذمہ ہے۔

حرف آخر

مزید بر آن اربع الاول میں ایک یادو بار میلاد کی محفل منعقد کر کے یہ سمجھ لینا کہ حب نبوی کے تقاضے پورے ہو گئے !!!۔ جبکہ حب نبوی کا تقاضہ یہ ہے کہ زندگی کے ۲۴ گھنٹوں میں اور ۲۴ گھنٹوں کے ہر لمحہ میں آپ کی ذات کے اسوہ کو اپنے کردار میں سویا جائے۔ ہر معاملہ خواہ دین کا ہو یا خواہ دنیا کا اس میں آپ ہی کے ارشادات کو جو عملی قرآن ہے اسکو سامنے رکھا جائے۔ ان پر عمل کی اجائے۔ آپ کی اطاعت اور پیروی ہر لمحہ کی جائے۔ آپ پر بکثرت درود بھیجا جائے۔ بدعتوں سے اجتناب کیا جائے ورنہ آخرت کی کامیابی ممکن نہیں۔



اسلام کی اہمیت

35852901 / 35837339 فون نمبر: گاؤں لاہور - بابر بلاک - ۹۱

ماہ رجب کی بدعتات

ماہ رجب حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَن عِدَةَ الشَّهْوَرِ عِنْدَ اللَّهِ اُثْنَا عَشْرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حِرْمَانٌ ذَلِكُ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ اَنفُسَكُمْ﴾ "بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے ہاں (لوح محفوظ میں) بارہ ہے یہ اس دن سے ہے جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ ان میں چار حرمت والے ہیں۔ یہی منہود دین ہے۔ لہذا تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔" یہ چار مہینے ذی القعدہ، ذی الحجہ، حرم اور رجب ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ ان چار مہینوں کی حرمت کا خیال رکھتے تھے اور ان میں جنگ و قتال کروکر دیتے تھے۔ رجب کے لغوی معنی بھی تعظیم کے ہیں۔ عرب لوگ اس مہینے میں بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے اور اس رسم کو عتیرہ کا نام دیتے۔ جب اسلام آیا، تو اس نے ان مہینوں کے تقدس کو برقرار رکھا۔ ان میں جنگ و قتال کو گناہ کبیرہ قرار دیا اور اس مہینے میں ادا کی جانے والی رسم عتیرہ کو بھی حرام قرار دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: «لا فرع ولا عتیرہ» [متفق علیہ]

فرع سے مراد جانوروں کا پہلا بچہ ہے جسے عرب بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے جبکہ عتیرہ سے مراد وہ جانور ہے جس کو رجب کے مہینے میں ذبح کرتے تھے اس رسم کو "رجبیہ" بھی کہا جاتا تھا جبکہ قرآن نے ﴿وَمَا اهْلُ لَغْيَ اللَّهِ﴾ فرمایا کہ ہر اس جانور کو حرام قرار دیا جس کو غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جاتا ہو۔ بلکہ اس جانور کو بھی حرام قرار دیا جس کو کسی ایسے مقام پر ذبح کیا جائے جہاں شرک کیا جاتا ہو۔ خواہ اس پر اللہ کا نام کیوں نہ لیا جائے۔ حضرت ثابت بن نجاشی راوی ہیں کہ آپ سے کسی شخص نے "بوانہ" کے مقام پر اوث ذبح کرنے کی نذر پوری کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے پیش کیا: "ہاں کسی بنت کی پوجا تو نہیں کی جاتی تھی" جواب نہیں میں ملا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا وہاں لوگ کوئی عرس یا جشن تو نہیں مناتے تھے؟ جواب نہیں میں ملا پھر آپ ﷺ نے نذر پوری کرنے کی اجازت دے دی۔ [ابوداؤد]

رجب کے مہینے میں بہت سی بدعتات ایجاد کر لی گئی ہیں جنہیں نیکی اور رین کا حصہ سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ اپنے اکثر خطبات میں ارشاد فرماتے تھے: «کل محدثۃ بدعة و کل بدعة ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار» "ہر ٹیکا بات بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔"

ہم ماہ رجب کی کچھ بدعتات کا ذکر کرتے ہیں:

۱۔ صلوٰۃ الرغائب: اس سلسلے میں ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ جو رجب کی پہلی جمعرات کے دن کا روزہ رکھے اور مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعتیں مخصوص طریقے سے پڑھے اس کی دعا پوری ہوگی۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ یہ نماز بدعت ہے۔ جس کا آغاز پتوحی صدی کے بعد ہوا۔ [امام نووی]

۲۔ رجب کے روزے: حافظ ابن حجر (فتح الباری شرح صحیح بخاری کے مصنف) کہتے ہیں کہ "ماہ رجب کی فضیلت، اس کے روزوں کی فضیلت، یا اس میں کسی خاص دن کے روزہ کی فضیلت یا اس کی کسی متعین رات کے قیام کی فضیلت کے بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں۔ اس سلسلے میں جتنی بھی حدیثیں ہیں وہ ضعیف اور موضوع ہیں۔"

۳۔ سلسلے میں بہت سی احادیث منبر اور محراب بر بیان کی جاتی ہیں یا قلم و قرطاس کے ذریعے ان کی اشاعت کی جاتی ہے جبکہ

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

«من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار» "جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ اپنا مکان آگ میں بنائے" امام نووی کہتے ہیں: کہ آپ ﷺ پر جھوٹ کہرا کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح موضوع حدیث کو روایت کرنا بھی گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ ۳۔ رجب کی ۲۷ دین کی عبادت اور اگلے دن کاروزہ: عوام الناس میں یہ بات مشہور ہے کہ اس رات کو آپؐ کو معراج ہوئی تھی۔ حالانکہ معراج کی تاریخ اور سن میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ بھرت سے ایک سال قبل ربيع الاول ۱۲ھ میں یہ واقعہ پیش آیا۔ [امام نووی] دوسرا قول ہے کہ یہ رجب ۱۲ھ میں پیش آیا۔ [فتح الباری] تیسرا قول یہ ہے کہ یہ بھرت سے چھ ماہ قبل اور بعض کے مطابق بھرت سے گیارہ ماہ قبل معراج ہوا۔ [فتح الباری] جبکہ صنی الدین مبارکبوری نے "الرِّجْنُ الْمُخْتَومُ" میں کسی قول کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی اور کہا ہے کہ یہ واقعہ کسی زندگی کے بالکل آخری دور کا ہے۔ لہذا یہ بات جو لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ واقعہ ۲۷ دین رجب کو پیش آیا، درست نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ اگر درست بھی ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس رات اور اگلے دن عبادت کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ عبادت اور روزہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔

۴۔ رجب کا عمرہ: بعض لوگ اس مہینے میں عمرہ کرنے کو افضل سمجھتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے اس مہینہ میں عمرہ نہیں کیا۔ آپؐ نے اپنی زندگی میں کل تین عمرے کے اور متفق علیہ احادیث کے مطابق دو ذی الحجه میں تھے۔ پہلا عمرہ عمرۃ القضاۓ ذی الحجه ۷ھ میں ہوا، دوسرا عمرہ "جعرانہ" کے مقام سے ذی الحجه ۸ھ میں ہوا، تیسرا عمرہ جو آپؐ نے جنتۃ اللوادع کے ساتھ کیا ذی الحجه ۱۰ھ میں ہوا۔ لہذا یہ عقیدہ بھی باطل ہے۔

۵۔ رجب کے کوئی نہ: یہ رسم ۱۹۰۶ء میں شروع ہوئی۔ جب ہندوستان کی ریاست سام پور کے خورشید احمد بینائی نامی شخص نے "داستان عجیب" کے نام سے ایک قصہ شائع کروایا۔ جس میں حضرت امام جعفر صادق کے حوالے سے لکھا کہ "جو شخص ۲۲ رجب کو میرے نام کی نیاز (کوئی نہ) دے اور میرے ذریعے اپنی حاجت مانگے تو ضرور پوری ہوگی اور اگر نہ ہوئی تو قیامت کے دن میرا دامن ہوگا اور اس کا ہاتھ"

(۱)..... غور کیجئے جو رسم آپ ﷺ کے چودہ سو سال کے بعد شروع ہو رہی ہے وہ بدعت کے علاوہ اور کیا ہے؟

(۲)..... غیر اللہ کے نام کی نیاز دینا "شرک فی العبادة" ہے۔

(۳)..... یہ حضرت امام جعفر صادق جیسی بلند پایہ شخصیت پر بھی ظلم ہے کہ ان کے بارے میں تصور کیا جائے کہ وہ کسی کو شرک کرنے کا حکم دیں۔

(۴)..... ۲۲ رجب کو حضرت امام جعفر صادق کی مدد و لادت ہوئی تھے۔ اور نہ ہی آپؐ کی زندگی کا کوئی اہم واقعہ اس دن پیش آیا۔ ہاں یہ کتاب وحی حضرت معاویہؓ کا یوم وفات ہے۔ لہذا جو لوگ انہیں بُرا بھلا کہتے ہیں، انہوں نے یہ خود ساختہ بات امام جعفر صادق کی طرف منسوب کر دی۔ اسی طرح اس مہینے کو زکوٰۃ کے لئے مخصوص کر لینا بھی بدعت ہے۔ اس سلسلے میں قرآن و حدیث میں کوئی ہدایت موجود نہیں اور نہ ہی اسلاف میں کسی سے منقول ہے۔

حرف آخر: ماہ رجب میں نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ کا خاص طور پر اہتمام کرنے، عمرہ کرنے کی کوئی ایسی فضیلت نہیں جو دوسرے مہینوں کو حاصل نہ ہو۔ اس بارے میں جتنی بھی احادیث مروی ہیں ضعیف یا موضوع ہیں۔

.....*.*.*.....



اسلامک اسٹیلپیوٹ

35852591 / 35837339 - گاؤں ٹاؤن لاہور فون نمبر: 91 - بابر بلاک

شعبان فضائل اور احکام

فرمان خداوندی ہے۔

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (الذاريات)

میں نے انسان اور جن کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

آج کل مسلمانوں کی اکثریت اس بات سے غافل ہے۔ بلکہ بعض لوگوں نے ان کے دل میں یہ بات بھادی ہے کہ سال میں دو تین بار شب بیداری کر لی جائے اور تین چار روزے رکھ لیے جائیں تو یہ عبادت آخرت کی کامیابی کے لیے کافی ہے۔ اور حقیقی زندگی اللہ سے غافل رہا جائے۔ درست بات یہ ہے کہ ہمیں ہر وقت اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔ اور سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق کرنی ہے۔

شعبان کی فضیلت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

کان احباب الشہر الی رسول اللہ ان یصومہ شعبان (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں فرماتی ہیں کہ

آپ ﷺ شعبان میں چند ایام کے علاوہ تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔ (ترمذی)

شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی فضیلت

حضرت امامہ بن زیدؓ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے آپ کو (رمضان کے علاوہ) کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ جتنے

آپ شعبان میں رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ هو شہر ترجع فيه الاعمال الی رب العالمین واحب ان برفع عملی وانا صائم۔ (نسانی)

اس مہینے اعمال اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اٹھائے جائیں

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھے جائیں اور یہ مستحب عمل ہے۔

شب برات

شعبان کے روزوں کے فضائل جانتے کے بعد سوال یہ ہے کہ اس مہینہ کی پندرھویں رات کی کیا اہمیت ہے؟ جسے عام طور پر شب برات کہتے ہیں۔ اس رات کے بارے میں آپ کا فرمان مبارک صحیح سند سے ثابت ہے۔

الله تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی خلوق کو (رحمت کی نظر سے) دیکھتا ہے۔ پھر مشرک اور کینہ پرورد کے سواباقی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے امام البانیؓ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (صحیح لا البانی ۱۸۹۸)

ا۔ اس حدیث کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث عام طور پر شب برات کی فضیلت میں بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً حضرت عائشہؓ کی حدیث جو رسول ﷺ کے قبرستان بیچ کی طرف جانے اور ابل بیچ کے لئے دعا کرنے سے متعلق ہے۔ اور پھر اس سے یہ اصول اخذ کر لیا جاتا ہے کہ اس رات یا اس اس سے اگلے روز قبرستان جانا

مسنون ہے۔ یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی ہے اور ساتھ ہی اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ انہوں نے امام بن حارثؑ سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ بھی اس حدیث کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت عائشہ والاقصہ صحیح مسلم میں تفصیل موجود ہے لیکن اس میں پندرہ شعبان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۲۔ اس ہی طرح ایک اور حدیث عام طور پر بیان کی جاتی ہے۔ ”جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس میں قیام کرو اور اگلے روز دن کا روزہ رکھو، کیونکہ اس رات کی شام ہی سے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کیا کوئی ہے مغفرت طلب کرنے والا؟ میں اس کو بخش دوں، کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے؟ کہ میں اس کو رزق دوں۔ کوئی بیمار ہے؟ میں اسے عافیت دوں، کیا کوئی سوال کرنے والا ہے میں اسے عطا کروں۔ کیا کوئی ہے۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ فخر طلوع ہو جائے۔“

اس حدیث کو امام البالیؓ نے موضوع کہا ہے۔ یہ جھوٹی اور من گھڑت ہے صحیح حدیث بخاری اور مسلم میں یوں ہے۔ ینزل ربنا تبارل و تعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یقی ثلث اللیل الآخر فیقول من یدعوني فاستجب له من یسا لنى فاعطیه من یستغرنی فاغفر له وفى روایة مسلم فلا يزال كذلك حتی یضی الفجر۔ اس صحیح حدیث کے مطابق یہ فضیلت ہر رات نصیب ہوتی ہے۔ اسے پندرہ شعبان کے ساتھ مخصوص کرنا درست نہیں۔

۳۔ حضرت علیؓ کی حدیث کی مطابق جس نے اس رات ۱۷ ارکعت پڑھیں اس کے بعد کچھ سورتوں کی تلاوت کی، تو اس کو ۲۰ مقبول رج اور ۲۰ سال کے مقبول روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ امام ترمذیؓ نے اس حدیث کو موضوع کیا ہے۔

۴۔ اسی طرح اس رات ایک مخصوص نماز جسے الصلوٰۃ الالغیہ کہتے ہیں کہ جو شخص اس رات میں ۱۰۰ ارکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر حاجت پوری کر دیتے ہیں اور اگر وہ لوح محفوظ میں بدجنت لکھا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے منا کر خوش بخت لکھ دیتے ہیں۔ اس حدیث کو بھی امام ابن الجوزیؓ نے موضوع کہا ہے۔

دیسے بھی لوگ یہ ۱۰۰ ارکعت پڑھتے ہیں اور پھر کسی فرض نماز قضا کر دیتے ہیں یا پڑھتے ہی نہیں ہیں۔

یہ اور اس طرح کی دیگر احادیث موضوع اور ضعیف ہیں۔ دوسرے ائمہ اکرام مثلاً امام شوکانیؓ، امام ابن جوزیؓ، ابن حثا، قرطبی، سیوطی وغیرہم نے ان روایات کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ لہذا دین کی دعوت دینے والوں کو کسی حدیث کے بیان کرنے سے قبل اسکی سند کے بارے میں تحقیق کر لین چاہیے کیونکہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔ من یقل علیٰ مالِم اقل فلیتبوا مقدده من النار۔ (بخاری)

کیا شب برات فیصلوں کی رات ہے؟

عوام الناس کا خیال ہے کہ اس رات مغلوق کی قست کے فیصلے ہوتے ہیں ان کی دلیل یہ آیت ہے۔ انا انزلنہ فی لیلۃ مبارکة انا کنا منذرین۔ فیها یفرق کل امر حکیم۔ یہ برکت والی رات کوں ہی ہے۔ قرآن مجید ہی اس کی تفصیل واضح کر دیتا ہے۔ ایک دوسری جگہ پر ہے۔ انا انزلنہ فی لیلۃ القدر (بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے)

تلیلۃ المبارک سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ جس میں تمام معاملات کے فیصلے ہوتے ہیں۔ امام ابن کثیرؓ فرماتے ہیں، اس پا برکت اور فیصلوں والی رات سے مراد لیلۃ

القدر ہے جس نے یہ کہا کہ اس سے مراد پندرہویں شعبان کی رات ہے۔ جیسا مثلاً تکرہ میں یہ بات روایت کی گئی ہے۔ ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ خود قرآن کی نص سے ثابت ہوتا ہے، کہ یہ رات رمضان کے مہینے میں آتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ صفحہ نمبر ۱۶۳)

اللہ تعالیٰ صحیح سنت پر عمل کی توفیق دے۔ آمین



91۔ بابر بلاک۔ گاؤں ٹاؤن لاہور فون نمبر: 35852901 / 35837339

عشرہ ذی الحجه کی فضیلت

الله تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس لیے ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس کی رضا کے مطابق گزارے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ تاہم اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعض ایسے خوبصورت موقع بھی عطا کئے ہیں جس میں اس کی عبادت کا اجر عام دنوں سے بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ ان مبارک موقعوں میں سے ایک موقع عشرہ ذی الحجه کا ہے۔ اس کی عبادت کا اجر عام دنوں سے بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ ان مبارک موقعوں میں سے ایک موقع عشرہ ذی الحجه کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہی ایام کی قسم بھی کھائی ہے۔

﴿وَالْقَعْدَرُ. وَكَيْالَ عَشِ﴾ [۱-۲]

”قسم ہے فخر کی اور دس راتوں کی“

مفسرین کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذی الحجه کی ابتدائی دس راتیں ہیں اور ان ایام کی قسم کہانا ہی ان کی فضیلت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ یہ دن سال بھر کے تمام ایام سے افضل ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ أَيَّامُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَيِّنِي

اللَّهُ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَيِّنِي اللَّهُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَا لِلَّهِ شُمُّ لَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ»

[صحیح بناری: ۹۶۹]

۱: عمل صالح کے یہ ایام (عشرہ ذی الحجه) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں صحابہ کرامؐ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی (اتنا محبوب) نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد بھی نہیں۔ ہاں! وہ جہاد جو اپنی جان و مال کے ساتھ نکلے اور کسی بھی چیز کے ساتھ داپس نہ لوئے..... (یعنی جان بھی دے دے اور مال بھی دے دے)

۲: انہی ایام میں یوم عرفہ بھی ہے یعنی جو حج کا اصل دن ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ سب سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم سے آزادی عطا کرتا ہے۔

۳: انہی ایام میں یوم نحر بھی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان دس دنوں میں بہت سی اہم عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں جو باقی دنوں میں اس طرح اکٹھی نہیں ہوتیں۔

عشرہ ذی الحجه کے مستحب اعمال

۱۔ مناسک حج اور عمرہ کی ادائیگی: آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«الْعُمَرَةُ إِلَى الْعُمَرَةِ كَفَارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَاحُ» [متفق علیہ]

”ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ اپنے درمیان (کے گناہوں کے لئے) کفارہ ہے اور حج مقبول کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں۔“

۲۔ روزہ رکھنا: ابوسعید خدریؓ کی حدیث کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھتا ہے اس کے بدالے میں اللہ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔ [بخاری، مسلم] یہ روزہ کی عمومی فضیلت ہے جہاں تک عشرہ ذی الحجه کا تعلق ہے تو «کَانَ رَسُولُ

الله يَصُومُ تِسْعَةَ ذِي الْحِجَّةِ» ”رسول اللہ ﷺ عزیز عشرہ ذی الحجه کے پہلے نو دن روزہ رکھتے تھے۔“ [سنن ابو داود: ۲۳۳۲]

ان دنوں میں سے یوم عرفہ کے روزے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یوم عرفہ ۹ ذی الحجه کے روزے سے گذشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ [صحیح مسلم: ۱۱۶۲]

۳۔ نماز پڑھنا: ان یام میں فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ: ”میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کر لیتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ منتہ ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو ضرور عطا کرتا ہوں۔ پناہ طلب کرتا ہے تو یقیناً اسے پناہ دیتا ہوں۔“ [صحیح بخاری: ۶۵۰۲]

۴۔ ذکر الہی: ان یام میں ذکر الہی کثرت سے کرنے کا حکم ہے۔ ذکر الہی کی یہ کم فضیلت ہے کہ جب انسان اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے یاد کرتے ہیں۔ (فَإِذَا ذُكِرَنِي أَذْكُرُكُمْ) [سورۃ البقرہ]

الف) ابو مالک اشتریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الظَّهُورُ شَطْرُ الْأَيَّامَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلَّأُ الْمِيزَانُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلَّأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ»

”پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔“ (الحمد لله“ ترازو کو (اجرو ثواب سے) بھر دیتا ہے اور ”سبحان اللہ“ اور ”الحمد لله“ یہ دنوں کلمات

زمیں و آسمان کے درمیانے خلا کو (اجرو ثواب سے) بھر دیتے ہیں۔ [صحیح مسلم: ۲۲۲]

ب) حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

اگر میں سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہوں تو یہ کلمات مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہیں جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ [مسلم] (یعنی دنیا کی ہر چیز، مال، جائیداد، اولاد۔ دنیادی رشتے چک دک)

ج) جنت میں شہر کاری

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مرجان کی رات میری ملاتات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے کہا:

”اے محمد ﷺ اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا۔ انہیں آگاہ کرنا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے۔ اس کا پانی انتہائی یہاں ہے۔ اس کی زمین

بالکل ہمارے اور سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لَهُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کے (ذریعے) ساتھ اس میں شہرکاری کی جاسکتی ہے۔

[جامع الترمذی: ۳۳۶۲]

۴) ان کلمات کے ساتھ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ [جامع الترمذی]

ان کلمات سے گناہ ایسے جھرتے ہیں جیسے درخت سے خشک پچے۔ [جامع الترمذی]

یہ تسبیحات جہنم سے بچاؤ کے لیے ڈھال رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان چار کلمات کو جن لیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ ان دس دنوں میں بازار کو نکل جاتے۔ تکمیر کہتے رہتے۔ پھر دوسرے لوگ بھی ان کی تکمیر سن کر تکمیرات پڑھتے۔ [صحیح بنواری]

ان تکمیرات کے علاوہ یہ تکمیرات ۹ مرذی الجھن کی نجمر کی نماز کے بعد سے لے کر ۱۳ مرذی الجھن کی عصر تک (فرانض کے بعد) پڑھنی چاہیئیں تاکہ حاجیوں کے ساتھ موافقت ہو جائے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلَهُ الْحَمْد۔

۵۔ صدقہ کرتا: ان ایام میں صدقہ زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئے کیونکہ صدقۃ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ انسان کے مال میں اضافہ کرتا ہے۔ دین کی مبادیات سے ہے۔ اس یقین کے ساتھ صدقہ کریں کہ صدقہ مال کو کم نہیں کرتا بلکہ زیادہ کرتا ہے۔ ان ایام میں جس صدقہ کا خاص طور پر اہتمام کرنا ہے وہ قربانی ہے۔ قربانی سے ہم سنت ابراہیمی کو زندہ کرتے ہیں۔ سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"بُوْخُصُ اسْطَلَاعَتْ كَفِرَةَ بَلِيلَةَ نَعْرَفَاتْ مِنْ نَهَىْ آتَىْ" (ستدرک حاکم)

اسی طرح آپ ﷺ نے عرفات میں فرمایا تھا:

"اے لوگو! یہیک ہر گھروں پر ہر سال ایک قربانی ضروری ہے۔" [سنن ابو داود: ۲۴۸۸]

۶۔ عید کی نماز ادا کرتا: اسی عشرہ کے آخری دن عید الاضحی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی سنت تھی کہ عید الاضحی کو بغیر کچھ کھائے پہنچے یہ تکمیریں پڑھتے ہوئے عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے، واپس آ کر قربانی کرتے اور اس کا گوشت کھاتے۔ عیدگاہ میں عورتوں کو لے جانے کا آپ ﷺ نے تاکیدی حکم دیا تھا۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے حیض والی خواتین کے بارے میں بھی حکم دیا تھا کہ وہ گھر سے ضرور نکلیں، وہ نماز کی جگہ سے علیحدہ بیٹھیں اور اس دن کی برکت اور دعا میں شریک ہوں۔ [تفقیع علیہ]

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ایام سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



اسلام کا انصاریہ دینی ورثت

35852901 / 35837339 - گاؤں ٹاؤن لاہور فون نمبر:

شادی مبارک

شادی ایک مقدس فریضہ ہے۔ سنت نبوی ہے۔ نصف ایمان ہے۔ معاشرے کی بنیاد ہے۔ اپنے عزیزوں کی شادی میں شرکت کر کے زوجین کو دعاء میں کہ اللہ انکی زندگی با برکت بنائے آپ ان الفاظ میں دعا ہیتے۔

اللهم بارک لہمَا وبارک علیہمَا وجمعہمَا فی الخیر

۲۔ شادی میں شامل ہونے کا طریقہ:-

شادی میں شامل ہونے سے اصل مراد زوجین کے لئے برکت کی دعا ہے۔ اور انکی خوشی میں شرکت ہے۔ آجکل کی شادیاں مندرجہ ذیل پہلووں سے معاشرے کے لئے ایک بہت بڑا بوجھ بن گئی ہیں۔

۱۔ شادیوں میں اسراف:- شیطان کے بھائی بننے کے متراffد ہے۔ لوگوں کی بہت زیادہ تعداد کو مدعو کرنا۔ اسی طرح سے جہیز میں دکھاوا، کھانے پینے میں مقابلہ وغیرہ

۲۔ شادیوں میں بے پرداگی کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً اورتیں سولہ سنگھار کے ساتھ بے پرداہ ہوتی ہیں جبکہ انہوں نے بہترین کپڑے، زیور اور میک اپ کیا ہوتا ہے۔

۳۔ دہن کی بے پرداگی:- دہن کا فوٹو سیشن یا ویڈیو بنانے کے وقت غیر محروم کی نظریں اسکے زیور، لباس، میک اپ اور حسن سے لطف اندوڑ ہو رہی ہوتی ہیں۔ اور یہی معاملہ اسوقت عروج پر پہنچ جاتا ہے جب شادی کی تصویر چھپنے کے لئے اخبار میں روپ جاتی ہے۔ یعنی ساری دنیا کو دعوت نظارہ دی جا رہی ہے۔ حالانکہ اسے تیار تو شوہر کے لئے کیا گیا تھا۔

۴۔ شادیوں میں mix gathering ہوتی ہے جو کہ اسلامی آداب معاشرت کی کھل خلاف ورزی ہے۔

۵۔ بارات اور جہیز کی رسیں ہندوانہ ہیں، نکاح میں اصل کھانے کی دعوت دیکھ رہے اور اسی میں شرکت مسنون ہے۔ مہندی ماہیوں، تبل کی رسیں ہندوؤں کی معاشرت ہے۔

۶۔ شادیوں میں لین دین کی اصل بنیاد تھا دو اتحابوں اے۔ لیکن آجکل یہ اللہ کی رضا کی بجائے سراسر دکنداری بن گیا ہے۔ کہیں دکھاوا کہیں جھگڑا، خاص طور پر سلامی لکھا جانا تاکہ کل اس سے زیادہ دیا جاسکے۔ اسی طرح نیوندر، ناکنی چھک، وغیرہ سخت ناروا رسیں جو یہی کی روح (فریقین میں محبت اور ایک دوسرے سے تعاون) کو ختم کر دیتی ہیں۔ دوم اس طرح بعض اوقات ثواب تو ضائع ہوتا ہی ہے انسان گناہگار ہو جاتا ہے۔

۷۔ نمازیں قضا ہوتی ہیں..... خاص طور پر دہن پر تو شاید نماز فرض ہی نہیں ہوتی۔

۸۔ بہت سی دیگر رسیں جن کی بناء پر شادیاں ایک مصیبت بن گئی ہیں۔

آپ کو کسی شادی میں شرکت کا دعوت نامہ ملے تو شادی سے پکھ دن تبل اپنے عزیزوں کے ہاں اپنے تھائف جو صرف رضاۓ الہی کی خاطر ہوں اور اپنی حیثیت کے مطابق ہوں (نہ کہ اگلے کی حیثیت کے مطابق) لے کر جائیں اور انہیں مندرجہ بالا باتیں بہت خلوص اور ہمدردی سے سمجھائیں کہ اس میں

۹۔ انہیں رضاۓ الہی ملے گی۔ ۱۰۔ مشقت سے نجات ملے گی۔

۳۔ نکاح کے فریقین میں اللہ کی رحمت سے برکت ہوئی۔

جو مال ان رسماوں سے بچے اسے لڑکی یا لڑکے کو دے دیں (دکھاوے کے بغیر) وہ اس سے خنی زندگی کے آغاز میں فائدہ اٹھائیں انہیں بہت ضرورت ہے۔ اسی کے ایک حصے سے مثلاً ۵۰،۳۰۰ ہزار سے کمی غریب بچی کی شادی کر دیں آپ کی شادی پر اس بیکی کے اثرات آخر تک رہیں گے۔ وہ جوڑا آپ کو دعا میں دیتا رہے گا۔

نکاح کی شرائط: نکاح کے لئے شریعت نے کچھ پابندیاں لگائی ہیں جو کہ مختصر ادرج ذیل ہیں:-

۱۔ فریقین کی رضامندی

نکاح ایک معاہدہ ہے جس کے فریقین لڑکی اور لڑکا ہیں۔ نکاح میں دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ لڑکی سے رضامندی اسوقت لی جائے جب آپ کسی کا پیغام منظور کر کے انہیں گھر بلائیں۔ کنواری لڑکی کی خاموشی ہی رضامندی ہے۔ ہاں اگر وہ روئے یا بولے تو یہ رضامندی نہیں ہے۔ لڑکی کو اونچ نیچ سمجھائی جائے جوہرہ کیا جائے کیونکہ زندگی تو اس نے گزارنی ہے۔

۲۔ ولی کی رضامندی

نکاح کا معاہدہ کرنے میں شریعت نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ یہ معاہدہ دولہا اور دہن کے ولی میں طے پاتا ہے تاکہ عورت نسبتاً کمزور فریق ہونے کی بنا پر نقصان میں نہ رہے۔ لہذا ولی کی رضامندی بھی لازمی ہے۔ حدیث میں واضح ہے۔ لا نکاح الابولی جو نکاح ولی کے بغیر ہے وہ باطل ہے وہ باطل ہے وہ باطل ہے۔

جب لڑکی کنواری ہو تو ولی کا حق برابر ہے لیکن جب لڑکی ثیبہ (مطلقہ، بیوہ) ہو تو تجربہ کار ہونے کی بناء پر اسکا حق ولی سے زیادہ ہے۔ ولی کو اپنی رائے کے خلاف اسکی رائے مان لینی چاہئے۔ کورٹ میرج ناجائز ہے کیونکہ اس میں ولی کی شمولیت نہیں۔ ولی کا ہونا عورت کے لئے سوچل انسورنس ہے۔

ولی کی ذمہ داریاں:- ۱۔ نکاح سے قبل رشتہ حلش کرنا لڑکی کا اپنا دائرہ کار انہائی محدود ہوتا ہے۔

۲۔ لڑکے کی چھان بچنک کرنا ۳۔ نکاح کا انتظام کرنا ۴۔ اپنا مال صرف کرنا

نکاح کے بعد:- نکاح کے بعد ولی کی اصل ذمہ داری شروع ہوتی ہے۔ اگر معاملہ بہتر ہو تو خیر و رہ وہ اپنی بیٹی کے مناد کی خاطر کبھی اسکے شوہر کو سمجھاتا ہے کبھی اسکے سرال والوں سے معاملہ کرتا ہے۔ جس میں سختی کے ساتھ آخری حد تک لڑکی کو اپنے پاس روک لینا بھی ہے جب تک معاملات بہتر نہیں ہو جاتے آج بھی بیٹی اپنی بیماری، بچوں کی پیدائش خاوند کی بیروزگاری وغیرہ کے وقت پر میکہ میں ہی پناہ لیتی ہے۔ جو لڑکیاں ولی کے بغیر خود نکاح کر لیتی ہیں

۱۔ ان کا نکاح ناجائز ہوتا ہے۔

۲۔ ولی کی ہمدردی سے اپنے آپ کو محروم کر لیتی ہیں۔ بلکہ ایسی لڑکیوں اور ان کے شوہروں کو بہت دفعہ اسکے باپ بھائی قتل کر دیتے ہیں۔

۳۔ ایسی لڑکیوں کو سرال والے قبول نہیں کرتے۔

۴۔ معاشرہ بھی ایسی لڑکیوں کو دھتکار دیتا ہے۔

۵۔ سب سے بڑھ کر خاوند انہیں ذیل کرتا ہے۔

۶۔ ایجاد و قبول:-

نکاح کی ایک مجلس منعقد کرنا لازم ہے۔ جس میں دولہا دہن کا ولی اور دوسرا لوگ شریک ہوتے ہیں۔ لڑکی کا ولی لڑکے پر لڑکی کی ذمہ داری واجب کرتا ہے۔ اور لڑکا قبول ہے کے الفاظ سے اس ذمہ داری کو اٹھایتا ہے۔ آجکل اس ذمہ داری کو یوں پورا کیا جاتا ہے کہ نکاح خواں لڑکی کے ولی کی طرف سے عام طور پر یہ الفاظ ادا کرتا ہے کہ میں مثلاً ذکر کیہے بنت غلام حیدر کا نکاح ۲۰۰۰ کیسا تھا خالد قریشی سے کرتا ہوں۔ قبول ہے؟ خالد قریشی جواب میں کہتا ہے قبول ہے۔ اسکی ایک دفعہ یہ کہنے سے نکاح کا مقدس بندھن بندھ جاتا ہے۔ ۳ دفعہ کہنے

میں مزید تاکید ہے۔

۲۔ دو گواہوں کی موجودگی:-

نکاح کی مجلس میں ایجاد و قبول کے ساتھ ساتھ کم از کم دو گواہوں کی موجودگی بھی لازم ہے ورنہ نکاح نہ ہوگا۔ خفیہ نکاحوں کو شریعت قبول نہیں کرتی بلکہ اس کے برخلاف اعلنو اہل النکاح کے اعلان کا حکم ہے۔ خفیہ نکاح عورت کے حق میں بہت نقصان دہ ہے۔

۵۔ مہر کے بغیر نکاح نہ ہوگا۔ مہر کی کم از کم مقدار ایک لوہے کی انٹوٹی ہے جبکہ مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار قسطراہ بھی ہو سکتی ہے۔ جس سے مراد خزانے کا ذہیر ہے۔ مہر کے سلسلے میں شریعت نے ایک اصول قائم کیا ہے کہ طاقت کے مطابق ہونا چاہئے آپ نے اس طرز زندگی کے ساتھ کہ دو دو ماہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گھر میں آگ نہ جلتی تھی عمومی طور پر اپنی ازوادج کو سائز ہے بارہ او قیہ چاندی کا مہر دیا ہے جو کہ سائز ۱۸ سے ۲۱ تولے چاندی بنتی ہے اسکی قیمت فی زمانہ ۵۳۰ روپے تولہ کے حساب سے ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ آج لوگ مہر کے سلسلے میں ظلم کی حد تک نا انسانی کرتے ہیں جبکہ حکم الٰہی ہے عورتوں کے مہر کھلے دل سے دو (سورہ نساء)

اس سلسلے میں شریعت نے ایک اور آسانی دی ہے کہ مہر کو اگر فوری طور پر ادا کرنا مشکل ہے تو اسے بعد میں ادا کر دیا جائے۔ اسے مہر منوجل کہتے ہیں۔ لیکن اگر کسی نے نکاح کیا اور مہر ادا کرنے کی نیت نہیں ہے تو یہ نکاح نہیں زنا ہے۔

شادی کے سلسلے میں ایک اور چیز شادی کا کھانا ہے۔ یہ کھانا شریعت نے ولیمہ کا رکھا ہے۔ بارات کا کوئی تصور شریعت میں نہیں۔ حضرت عائشہؓ کو جو آپؐ کی چیتی یوں ہیں انگلی والدہ ام رومان خود رسول اللہ کے گھر چھوڑ آئی تھیں جبکہ آپؐ نے اپنے گھر کے مکڑے حضرت فاطمہؓ کو امام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھجوادیا تھا۔ جب بارات ہی نہیں تو کھانا بڑی دور کی بات ہے۔ اسی طرح چیز وغیرہ کے تصورات ہندوانہ ہیں۔ ہندو اپنی میثیوں کو وراثت نہیں دیتے شادی کے موقع پر انکا حصہ دے دیتے ہیں اور اسکو چیز کہتے ہیں۔ اسی ساز و سامان اور مال و متاع کو بحفظ احتیاط لے جانے کے لئے بارات کی ضرورت محسوس ہوئی جو بعد میں ایک انتہائی تکلیف دہ روایت بن گئی۔ ولیمہ کا تصور احادیث میں یہ ملتا ہے کہ میاں یوں جب مل بینیں تو اسکے بعد اپنی حیثیت کے مطابق ایک کھانا کر دیا جائے۔ آپؐ نے حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کے موقع پر گوشت روٹی سے ولیمہ کیا۔ جبکہ حضرت صفیہؓ سے نکاح کے سلسلے میں صحابہ کو دعوت دی کہ وہ خود اپنی کھانا لے کر آئیں چنانچہ کوئی ستولایا، کوئی کھجور اور کوئی پنیر، ان کو مذایا گیا اور یہ انتہائی سادہ کھانا سب نے مل کر کھایا

غزوہ نبیرؑ سے واپسی میں ہوا ہے جب مسلمان معاشری طور پر بہتر پوزیشن میں تھے۔

شادی کے موقع پر ایک اور معاملہ فریقین کے لین دین کا ہے۔ نام طور پر لڑکی والوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ لڑکے والوں کی دعوییں کریں، انہیں کپڑے دیں، بلکہ زیور تک پہنائیں۔ کھانے پیتے گھرانوں میں لڑکے کی ماں کو سونے کے گلگن پہنانا اور لڑکے کی بہنوں کو انگوھیاں دینیا لازم ہے۔ واضح رہے کہ ہماری شریعت میں یہ معاملہ بالکل الٹ ہے۔ شادی میں تنقہ اور ہدیہ اسکو دیتے جائیں جس نے بیٹی اور بہن دی ہے حدیث کے الفاظ ہیں احق ما اکرم الرجل علیہ اپتنہ او اختہ (رواه احمد)

اسیں دلیل ہے کہ عورت کے ولی کی عزت افزائی کے لئے کچھ مال تنقہ تھا ناف دئے جائیں۔

اسکے علاوہ لڑکے کو حکم ہے کہ تیرے ۳ باب ہیں۔ جو تیر اسکا باپ ہے۔ ۲۔ جو تیر استاد ہے۔ ۳۔ جس نے تجھے بیٹی دی۔

ھیئتہ شادی کے سلسلے میں شریعت لڑکے پر بہت ذیادہ ذمہ داری ڈالتی ہے۔

۱۔ وہ یوں کو مہر دے۔ ۲۔ شادی کے سلسلے میں تمام خرچ یہاں تک کہ دہن کا لباس، آرائش، بیڈر و میڈر تیار کرائے کیونکہ دہن اسکی خاطر اسکے گھر آ رہی ہے۔ ۳۔ شادی کا کھانا دے۔ تمام شرق و سطی میں ایسا ہوتا ہے۔ (سوائے برصغیر پاک و ہند کے)

۴۔ جن لوگوں نے اسے بیٹی دی ہے۔ اس کا احسان مانے۔ انکا اکرام کرئے۔ انہیں تھا ناف دے۔

۵۔ اپنے ساس سر کو حدیث کے مطابق والدین سمجھے۔

جبکہ ہمارے معاشرے میں اسکے الٹ ہوتا ہے۔ یہ سب ہندوانہ معاشرے کے اثرات ہیں جہاں عورت پاؤں کی جوئی ہے اسے زندگی کا حق شوہر کے ساتھ ہے۔ شوہر مرے تو اسے اسکی چتا میں زندہ جل کر مر جانا چاہئے۔ (اس سے بڑا ظلم کیا ہو سکتا ہے کہ شوہر جو مرے تو اسکی چتا جلاں جائے جبکہ ایک جیتے جائے گتے انسان کو انتہائی ظالمانہ انداز میں زندہ جلا کر موت کے گھاث اتار دیا جائے)۔

میاں بیوی کے فرائض

حقوق و فرائض کے سلسلے میں قرآن مجید نے سورہ نساء میں واضح کر دیا ہے۔

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصلحت قنعت حافظات للغيب
بما حفظ الله

خاوندوں کے فرائض:-

۱- حق مہر کی ادائیگی

۱- و آتو النساء صداقتہن نحلۃ (النساء)

یعنی حق مہر خزانہ بھی ہو سکتا ہے۔

۲- جس نے حق مہر کی ادائیگی کی نیت نہ کی وہ زانی ہے۔

۳- حق مہر معاف کرنے کے لئے دباؤ ڈالنا ظلم ہے۔

۴- بیوی کو اپنی حیثیت اور معروف کے مطابق خرچ دینا۔

مرد اگر بخل کرے تو عورت اسکی اجازت کے بغیر بھی لے سکتی ہے۔

خدی ما یکفیک ولدک بالمعروف (بخاری)

دینار انفاقۃ فی سبیل الله و دینار انفاقۃ فی رقبة و دینار تصدقۃ بہ علی مسکین و دینار انفاقۃ علی اهلك اعظمہا اجرا
الذی انفاقۃ علی اهلك (مسلم)

یہ مال حلال طریقے سے کمایا گیا ہو اور حلال طریقے پر ہی خرچ کی اجائے ورنہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے دنیا میں گناہ اور بدنامی اور آخرت میں دوزخ کے دروازے کھولے گا۔

لا یدخل الجنة لحم نبت من مساحت العار اولی بہ (سنن داری)

۵- بیوی کی دینی تعلیم کا انتظام کرے

قوام ہونے کی حیثیت سے مرد کی ذمہ داری کروہ

قو الفسکم و اهليکم نادا (آخریم) پر عمل کرے حضرت علی نے اسکا معنی بتایا ہے کہ ادب و علم و علوم وہ

۶- بیوی کی عزت کا محافظ ہوا سکے راز نہ کھولے

ان من اشر الناس عن اللہ منزلہ بیوم القيامہ الرجل یفضی الى امراته و نفسي الیہ ثم ینشر سرها
علاوه ازیں قرآن کریم میں سورہ بقرہ میں ارشاد ہے

ہن لباس لکم و انتم لباس لہن

بھنسی معاملات کے علاوہ عام زندگی میں اسکے عیوب پر پردہ ڈالے۔ اسکی عزت بڑھانے والا بنے۔

۷- بیوی کے ساتھ حسن سلوک

و عاشروهن بالمعروف (النساء)

آپ نے فرمایا خیر کم خیر کم لائلہ وانا خیر کم لائلی
ہمارے ہان عام مرد اپنا حق سمجھتے ہیں کہ وہ بیویوں کو غصہ میں گالیاں دیں الزام تراشی کریں۔ دوسروں کے سامنے ذلیل کریں۔ میکے
جانے سے روک دین۔ خرچ بند کر دیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے ظلم ہے۔

۶۔ بیوی کی بد مزاجی برداشت کرنا

استوضوا بالنساء فان ذهبت تقییمه کسرته و ان تركته لم یزل اعوج فاستوضوا بالنساء
عورت جذباتی ہوتی ہے یہ مزاج بچوں کی پرورش اور تربیت کے فطری فریضہ کے لئے تو موزوں ترین ہے لیکن عام زندگی میں اس مزاج
کے کئی نقصانات ہوتے ہیں۔ انہی کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے۔ اگر مرد اسے اپنے مطابق ڈھاننا چاہے اور سیدھا کرنا چاہے
طلاق ہو جائیگی۔ اسکی بد مزاجی ٹیز ہ برداشت کرنے ہوئے ہی اس سے کام لینا چاہئے۔ حضرت انسؓ خادم رسولؐ فرماتے ہیں

مارایت احدا کان ارحم بالعیال من رسول الله (بخاری)

علاوه ازیں فرمایا لا یفرک مومن مومنة ان کرہ منها خلقا رضی اخر (سنن ابی داود)

۷۔ بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق اور خوش طبعی کرنا

عورتوں کی ذمہ داریاں ایسی ہیں کہ وہ بھی بھی فارغ نہیں ہو پاتیں۔ خاوند اس بات کے پیش نظر اسکے ساتھ خوش طبعی کرے۔ اللہ کے
رسول کا اسوہ سامنے رکھے۔ آپؐ اپنی بیویوں سے ہنسی مذاق فرماتے۔ ان سے دوڑ لگاتے۔ حضرت عائشہؓ کی گڑیاں اور انکی سہیلیوں سے نہ
صرف یہ کہ ٹنگ نہ ہوتے بلکہ ان میں دلچسپی لیتے۔ اہم ارے معاشرے میں بعض مرد زن مرید کے طمع سے بخچے کے لئے "مرد پچہ" بننے
پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ گھر میں ایک برتن بھی اپنی جگہ سے اٹھانا تو ہیں سمجھتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اللہ کے رسول جب گھر میں
ہوتے تو گھر والوں کی خدمت کرتے جھاؤ دے لیتے اپنی جوئی گائیں لیتے، جانور کا دودھ دو دھ لیتے وغیرہ۔ اسکے علاوہ پچھے مرد ایسے ہوتے
ہیں جو باہر کے لوگوں کے ساتھ بڑے شیریں زبان بننے ہوتے ہیں گھر آتے ہی شیر بن جاتے ہیں۔ گھر کا ہر فرد ان سے سہا ہوتا
ہے۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو دنیا کی خوشیوں سے محروم کرتے ہیں اور آخرت کے اجر سے بھی۔

بیوی کے فرائض

۱۔ اللہ کی نافرمانی کے علاوہ ہر معاملے میں شوہر کی اطاعت کرنا

اذا اصلت المرأة خمسها و حصنت فرجها و اطاعت بعلها دخلت من ابواب الجنة شاءت

عورت جب اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے۔ اپنے رب کی رضا اور دنیا کی خوشیاں حاصل کرتی ہے اپنے بچوں کے لئے والدین کی
اطاعت کی راہ ہموار کرتی ہے۔ اپنی اولاد پر اپنی حکمرانی تسلیم کرتاتی ہے۔ یہ عورت کی پہلی ذمہ داری ہے از روئے قرآن..... فالصلحت

قاتلات

۲۔ اپنے نفس کے معاملے میں خاوند کی اطاعت

میاں بیوی کے رشتے کی بنیاد جنس ہے۔ جیسے دوسری رشتہ داریوں کی بنیاد خون ہے لہذا اس سلسلے میں خاوند کی اطاعت عورت کی سب سے
پہلی ذمہ داری ہے۔ ہمارے ہاں عورتیں کھانا پکانا، گھر کے کام کاچ، رشتہ داریاں اولادوں کی ذمہ داریاں بھاتے بھاتے بعض اوقات اس
معاملے میں کوئی کر جاتی ہیں یاد رکھیں باقی ذمہ داریاں کوئی اور گھر کا فرد یا ملازم بھی ادا کر لے گا یہ ذمہ داری صرف بیوی کی ہے
دوسرے کاموں میں کمی کر کے اس ذمہ داری کے لئے اپنے آپ کو فریش رکھیں اسی طرح شوہر کی موجودگی میں نقلی روزہ نہ رکھیں۔

اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان عليها لعنت عليها الملائكة حتى تصبح (بخاری)

۳۔ خاوند کے ساتھ محبت میں مغلص ہو۔

اپنے دل میں کسی غیر مرد کا خیال بھی نہ لائے۔ کیونکہ
فان الشیطان یجری من این ادم مجری الدم (بخاری)
سماء کے لئے زیب و زینت کرے
آپ سے سوال کیا گیا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا اللئی تسرہ اذا نظر و تطیعه اذا امر ولا تخالفه فی نفسها ما
لہا بما یکرہ

۲۔ اسکی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے

فرمان خداوندی ہے وقرن فی بیوتکن گھر سے عورت کو باہر نکال کر یورپ نے جو نتائج حاصل کئے ہیں وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے
لئے کافی ہیں۔

۳۔ گھر کی فمدہ داری اٹھائے

الا كلکم راع و كلکم مستول عن رعيته عورت بھی ذمہ دار ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ اس سلسلے میں حضرت فاطمہ بنت رسول کی اور حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ کی مثالیں ہمارے لئے کافی ہیں۔ مسلم کی حدیث ہے۔ میں انکے گھوڑے کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ انکے اونٹ کے لئے کھجور کی گھنیاں کوئی تھی۔ پانی (کنویں سے) نکالنے کی اور پانی نکالنے والے ڈول کوئی لیتی تھی۔

۴۔ خاوند کے رازوں اور عزت کی حفاظت کرے

سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات پر سخت عتاب کیا ہے کیونکہ ازواج مطہرات نے آپ کے راز کو افشا کر دیا تھا۔
خاوند کے مال، گھر، اولاد کی حفاظت کرے

خاوند کی اجازت کے بغیر نظری صدقہ منع ہے اسی طرح اولاد کی پرورش تو اسکی فطرت ہے۔ اولاد کی دینی تربیت کرے، گھر میں دینی ماحول پیدا کرے، خود بھی فرانپش کی پابندی کرے۔

۵۔ شوہر کی ناشکری نہ کرے اور اس سے حسن سلوک کرے

ہر وقت شوہر کو لعن طعن کرنا جنم میں جانے کا سبب ہے
یا معاشر النساء تصدقن فانی رایتکن اکھر اهل النار قلن و بما ذلك یا رسول الله قال تکثرن اللعن وتکفرن العشير
(تفق علیہ)

اور ان عورتوں میں نہ ہو جائے جن کے بارے میں آپ نے فرمایا اگر تو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ عمر بھی یتکی کرتا رہے پھر کسی دن اسکو تمہاری طرف سے کوئی بری بات پہنچے تو وہ کہتی ہے میں نے تیری طرف سے خیر بھی دیکھی ہی نہیں ہے۔

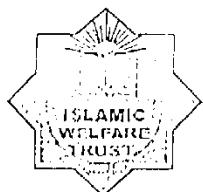
۶۔ خاوند کو اپنی توجیہ، محبت اور اسباب راحت فراہم کرے

جب وہ یہ کام کرے گی تو وہ ان عورتوں میں سے ہو گی جن کے بارے میں اللہ کے رسول نے گواہی دی ہے کہ وہ بہترین عورت ہے۔

اللئی تسرہ اذا نظر الیہا

حروف آخر

میاں بیوی و دنوں ایک دوسرے کے حقوق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اگر ایک فریق دوسرے سے کوئی کوتا ہی کرے تو وہ دوسرے فریق کو راضی کر لے۔ اس اختلاف کا نتیجہ طلاق تک نہیں پہنچنا چاہئے۔ عورت کو لڑائی کی صورت میں خاوند کا گھر نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اور مرد کو اسے گھر سے نہ کالتا چاہئے۔ میاں بیوی کی لڑائی کی صورت میں دوسرے لوگوں کو بھی ان میں صلح کرادیئیں چاہئے۔ کیونکہ صلح کرنا نماز روزہ اور صدقہ سے افضل عمل ہے۔ اسی طرح میاں بیوی میں اختلاف پیدا کرنا شیطان کو سب سے زیادہ محظوظ ہے اس سے پہنچا چاہئے۔



اسلام کی تحریث و بحث

35852901 / 35837339 - گاؤں ناون لاہور فون نمبر: 91-بابر بلاک

بچوں کی پیدائش کے موقع پر کرنے والے کام

مبارکباد دینا

اوہا اللہ کی نعمت اور رحمت ہوتی ہے۔ انسانوں کے لئے صدقہ جاریہ (اگر نیک ہو تو) اور موت کے بعد نسب جاری رکھنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اس موقع پر خوشی منایے اور مبارکباد دین۔ اللہ کا شکر ادا کریں اور خیر و برکت کی دعا کریں۔

نومولود بچے کے والدین کو مبارکباد دینا مستحب ہے۔ اس سے اخوت بڑھتی ہے۔ مبارک مناسب الفاظ میں دی جانی چاہئے جس میں نیک دعاؤں کو بھی شامل کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ ایک مسلمان کی دعا ایک مسلمان کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔ بہتر ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ دعا دیں جو حسین بن علیؑ سے مردی ہیں

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي الْمَوْهُوبِ لَكَ وَشَكَرَتَ الْوَاهِبُ وَبَلَغَ رُشْدَةً وَرَزَقَتْ بِرَبِّهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں بچے کے اس تنفس میں جو تجھے دیا گیا برکت دے۔ تم تھفہ دینے والے کا شکر یہ ادا کرو، یہ بچہ اپنی جوانی کو پہنچے اس کی طرف سے تمہیں نیک سلوک نصیب ہو۔

لڑکے اور لڑکی کا فرق

بچے کی مبارکباد دیتے ہوئے لڑکے اور لڑکی کا فرق نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے معاشرے میں لڑکے کی پیدائش پر مبارکباد دینا اور مبارک لینا دونوں ایجھے اور درست خیال کئے جاتے ہیں جبکہ لڑکی کی پیدائش پر مبارک دینے والا بھی جھکلتا ہے اور مبارک لینے والا بھی بعض اوقات برا مان جاتا ہے۔ اس طرح کرنا چہالت کی نشانی ہے۔ اسلام نے اس تفریق کو یکسر ختم کر دیا ہے۔

بیٹی کی پیدائش پر مبارکباد دیتے ہوئے ایسے جملے بھی کہے جاتے ہیں۔

1۔ کوئی بات نہیں آندھی آئی تو بارش بھی آئے گی۔

2۔ چلو کوئی بات نہیں اللہ یعنی تو کیا اس کے پاس کمی تھی۔

3۔ ہائے اللہ یعنی دیتا تو کیا اس کے پاس کمی تھی۔

ایسے جملے کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

بچے کی پیدائش پر تحسیک کرنا

کھجور کا کچھ حصہ چاکر نومولود بچے کے منہ میں داخل کر دینا۔ اگر کھجور موجود نہیں ہے تو کسی میٹھی چیز کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ تحسیک کسی مقنی، عالم یا نیک و صالح بزرگ سے کرائی جائے۔

حدیث: حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبیؐ کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپؐ تحسیک فرماتے تھے اور ان کے حق میں خیر و برکت کی کی دعا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ائمۂ فرماتی ہیں کی جب عبد اللہ بن زیرؓ پیدا ہوئے تو میں نے انہیں نبیؐ کی گود میں دیا آپؐ نے خرما منگوا کر اور چبا کر لعاب مبارک عبد اللہ بن زیرؓ کے منہ میں لگایا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔
امام احمد بن حنبل کے ہاں بچے کی پیدائش ہوتی تو آپؐ نے کسی کی کھوجو جو گھر میں تھی منگوائی اور ایک نیک بی بی ام علیؑ سے تحسین کے لئے کہا۔

نومولود کا سر موئذنا

ساتویں روز نومولود کا سر منڈوانا چاہئے۔ بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کرنا چاہئے۔ آپؐ نے فرمایا ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال وغیرہ اتردا کر اسکی طرف سے عقیقہ کیا جائے۔ (ترمذی)
طبعی لحاظ سے بھی سر منڈوانا بہتر ہے۔

بچے کا نام رکھنا اور اس سے متعلقہ احکام

1: نام کب رکھا جائے

حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بچے کا نام ساتویں دن رکھنا چاہئے۔ بعض احادیث میں ہے کہ فوراً بھی رکھا جاسکتا ہے۔

کون سا نام رکھنا مستحب اور کون سے مکروہ

بچے کے لئے اچھا سا نام تجویز کریں جو یا تو پیغمبر وہ کے نام سے پہلے عبد لگا کر ترکیب دیا ہو عبد اللہ عبد الرحمن وغیرہ۔ حدیث نبیؐ ہے قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)
آپؐ کا یہ بھی ارشاد ہے خدا کو تمہارے ناموں میں ست عبد اللہ اور عبد الرحمن سب سے زیادہ پسند ہیں۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ انہیاء کے ناموں پر نام رکھو۔

☆ ایسے نام جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی نام ہیں وہ نہ رکھیں اگر رکھنا ہو تو عبد لگا کر نام رکھیں۔ جیسے احمد، صمد، خالد، رزاق، حمّن وغیرہ نام نہیں رکھنا چاہئے بلکہ عبد الاحد عبد الصمد نام رکھنے چاہیں۔

☆ ایسے نام جن میں نیک قالی ہو اگر اس نام والے کو پکارا جائے اور وہ وہاں موجود نہ ہو تو یہ نہ کہا جائے کہ وہ نہیں ہے۔ مثلاً فلخ، نافع، رباح وغیرہ ان ناموں کے رکھنے کی ممانعت آئی ہے۔ (مسلم، ترمذی)

ہرگز ایسے نام نہ رکھیں جو شرکیہ ہوں۔ جیسے پیر اہل دین، رسول بخش۔

☆ معبدوں ان باطل کے ناموں پر نام نہیں رکھنے چاہیں۔

☆ ایسے نام جو نوش ہوں یا گندے معنی رکھتے ہوں جیسے لکب علی وغیرہ۔

بچے کا عقیقہ اور اسکے احکام

لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا کرنا چاہئے۔ ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اسکے بال وغیرہ اتردا کر اسکی طرف سے عقیقہ کیا جائے۔ (ترمذی)

☆ عقیقہ کئے لئے جانوروں کی شرائط قربانی کے جانوروں کی طرح ہے۔ عقیقہ کے جانور میں شرکت کی اجازت نہیں ہے۔ عقیقہ بچے کو مصالح سے بچانے کے لئے ایک طرح کافد یہ ہے۔

☆ ختنہ کر دانا بھی اسلامی شعار میں شامل ہے۔

تربيت کے سلسلے کی ذمہ داریاں

ایمانی تربیت کی ذمہ داری

احادیث مبارکہ: ما فعل والد ولدا افضل من ادب حسن (ترمذی) ترجمہ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ اور حد یہ نہیں دیا۔

الرجل راع فی اہله و ممسنی عَنْ رَعِيَّتِهِ
بچے کو سب سے پہلے کلمہ لا الہ الا اللہ سکھانے کا حکم ہے۔ بچے میں عقل و شعور کے آغاز سے قبل ہی حلال و حرام کے احکام سکھانا چاہیں۔
سات سال کی عمر میں عبادت کا حکم دینا

مروا اولادكم بالصلة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر وفرقوا بينهم في المضاجع (حاکم ابو داود)
بچے کو اصحاب رسول اور اہل بیت سے محبت اور قرآن پاک کی تلاوت کا عادی بنانا۔

اخلاقی تربیت

جھوٹ، چوری، گالی گلوچ اور بدزبانی، بے راہ روی اور من مانی کرنے جیسی بڑی عادتوں کے بارے میں خاص تربیت کریں۔ علاوہ ازیں والدین کو بچوں کی مندرجہ ذیل پہلوؤں سے تربیت پر خاص توجہ دینی چاہئے۔

☆ جسمانی تربیت ☆ عقلی تربیت ☆ نفسیاتی تربیت ☆ معاشرتی تربیت ☆ جنسی تربیت

اس سلسلے میں موثر وسائل یہ ہیں۔

☆ نصیحت ☆ اسوہ حسنة ☆ قصص الانبیاء ☆ خود نمونہ بنیں

اسلامک انٹریٹ کی برائیز حسب ذیل ہیں

5866396/5866476 = 99- جاڈل ٹاؤن لاہور فون نمبر

5759541 = 1-A-185 گلبرگ - ۱۱۱ لاہور فون نمبر

5185950 = 110-III-110 واپڈا ٹاؤن لاہور فون نمبر

5202047 = 280-A فیصل ٹاؤن ڈی بلاک لاہور فون نمبر



اسلامک انسٹیٹیوٹ

35852591 / 35837339 - 91۔ بابر بلاک۔ گاؤں ٹاؤن لاہور فون نمبر:

سوگ کا اسلامی طریقہ

۱۔ موت کیا ہے؟

۲۔ صدے پر صبر

۳۔ صبر اول وقت ہے

۴۔ سوگ کیا ہے اور کتنے روز تک، سوگ کا اسلامی طریقہ

۵۔ سوگ کی اجازت ہے حکم نہیں

۶۔ میت کے گھر کھانا بھجوانا

۷۔ موت کی بدعاں

۸۔ موت کیا ہے؟

انسانی روح کا اس دنیا سے کوچ کرنے کا نام موت ہے۔ زندگی کا خاتمہ ہے۔ وقت کے گزر جانے کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ النساء میں فرماتے ہیں۔

این ماتکونو یدر کم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ۔ (آیت ۷۸)۔

”تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو آپکے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں چلے جاؤ۔“

سورہ الرحمٰن میں اللہ رب العزت نے فرمایا: قلَّ مِنْ عَلِيهَا فَانْ حَفَرَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَبَّتْ مِنْ كَرَسُولِ اللَّهِ نَعْلَمُ مِنْ يَأْتِي أَوْ فَرِمَادِنَا مَا سَفَرَ كَيْ وَ طَرَحَ يَارَاهُ چَلَنَّ وَالَّيْ وَ طَرَحَ گَزَارَدَوْ۔ چَنَّاْجَهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو هَا كَرَتْ تَخَنَّ۔ اگر شام کرو تو صحیح کارلوتو شام کا انتظار نہ کرو، صحت کو یہاری سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غیبت جانو۔ (بخاری)

موت زندگی کی شام ضرور ہے مگر اختیار نہیں۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی ہی ابدی زندگی ہے۔

۹۔ سوگ کیا ہے؟

جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے گھر والے یا متعلقین اس کے یوں چلے جانے پر غم محسوس کرتے ہیں۔ اور اس غم کی حالت میں جوانداز اختیار کرتے ہیں، یا جو رسومات ادا کرتے ہیں ان سب کا نام سوگ ہے۔ یہ ایک فطری صندمہ ہے۔ اس صدمے کو اللہ کے حکم کے مطابق برداشت کرنا ہی مسلمان کی شایان شان ہے۔ کیوں کہ ایک بندہ مومن کی موت اپنے رب سے ملاقات کا نام ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔ (بخاری)۔

۱۰۔ سوگ کا اسلامی طریقہ

۱۔ مر نے والے کے قریب بیٹھ کر ”لا الہ الا اللہ“ پڑھنا مسنون ہے، تاکہ میت کو کلمہ کی ترغیب ہو۔ اور وہ خود بخود کلمہ پڑھ لے، جو کہ اسکے لیے باعث نجات ہے۔

۲۔ مر نے کے بعد میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہیں۔

۳۔ کسی کے مر نے پر یہ الفاظ کہنا مسنون ہیں۔

انما لله وانا اليه راجعون۔ اللهم اجرني في مصيبي واحلف لى خيرا منها۔

۴۔ میت کے درثاء کو میت کو چادر سے ڈھانپ دینا چاہیے۔ آپ ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ گوآپ کی بھی چادر سے ڈھانپ دیا گیا (بخاری، مسلم)

۵۔ ہوت کی خبر بھجنانا مسنون ہے۔

۶۔ مرنے والے کے لیے مغفرت کی دعائیں کی جائیں۔

۷۔ میت کی خوبیوں کا ذکر کرنا چاہیے۔ لیکن اس کی برائیوں کا ذکر کرنا منع ہے، کیونکہ اس وقت میت پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور سوگ والوں کی ہربات پر امین کہتے ہیں۔ (اور گواہ بننے ہیں۔ (مسلم)

۸۔ صدے پر صبر

جب کسی قریبی رشتہ دار کی موت واقع ہو جاتی ہے تو ہم جذباتی طور پر سخت گھبراہٹ، بے چینی، اور صدے کا شکا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس حالت میں بھی میت پر بلند آواز میں رونا، چیخنا، چلتا، یا ماتم کرنا، اور جہالت کی پکار پکارنا منع ہے، حرام ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، جس نے حالت غم میں اپنا چہرہ پیٹا، اپنا امن پھاڑا اور جہالت کی باتیں کیں وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری اور مسلم) موسیٰ حالت غم میں اپنے ہوش و حواس نہیں کھوتا۔ وہ اللہؐ کی طرف سے عائد کردہ فیصلوں کو قبول کرتا ہے، اور صبر کرتا ہے غم زدہ ہونے کے باوجود اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ لیکن غم کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکلیں، تو اس کا نہ صرف جواز ہے بلکہ یہ زم دل کی علامت ہے۔ اور مسلمان کا رفیق دل ہونا ایک اچھی صفت ہے۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے۔ کہ رسول ﷺ کے بیٹے ابراہیمؑ کو میں نے دیکھا، وہ رسول ﷺ کے ہاتھ میں بے چین ہو رہے تھے۔ تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تدمع العین و يحزن القلب و لانقول الا ما يرضاي رينا و انا بفارقك يا ابراہیم لمخر و نون (مسلم) جب رسول ﷺ کی ایک صاحبزادی کے بیٹے یا بیٹی کا انتقال آپ ﷺ کی گود میں ہوا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکل۔ سعدؓ بن معاذ جو آپ کے ہمراہ تھے، کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انہار حمма یضعها الله في قلوب من يشاء و انما يرحم الله ، من عباده الرحماء

۹۔ صبر صدے کے اول وقت ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ایک عورت کے پاس سے گزرے جانپے بچ کی قبر کے پاس بیٹھی رورہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ اس عورت نے کہا تھیں میری مصیبت کی کیا پروا؟ بعد میں اس کو کسی نے اسے بتایا کہ یا اللہ کے رسول تھے، تو وہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے آپ کے دروازے پر کسی در بان کو نہیں پایا۔ اس عورت نے کہا اللہ کے رسول میں نے آپ کو بیچانہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا انما الصبر عند الصدمة الا ولی۔

خوب رو ہو کر، واویا کرنے کے بعد صبر آہی جاتا ہے، لیکن اجر عظیم کا وعدہ صدے کے اول وقت صبر کرنے پر ہے۔ اور یہ اجر عظیم جنت ہے۔

یا ابن آدم احسنت و صبرت فلن ارضی لکھ ثوابا دون الجنۃ

اے ابن آدم تو نے صبر کیا، ثواب کی امید رکھی، تو میں (اللہ جل جلالہ) تیرے لیے جنت سے کم ثواب دینے پر راضی نہیں۔

۱۰۔ نوح اور بین کرنا حرام ہے۔

جس گھر میں ماتم ہوتا ہو اور نوحہ ہوتا ہو۔ اس گھر میں مرنے والا اگر اپنی موت سے پہلے نوحہ سے منع کرے تو مرنے والے کو موت کے بعد نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اگر مرنے والا مرنے سے قبل نوحہ کی صیت کر کے توبہ بھی میت کو نوحہ کا عذاب ہوگا۔

امام مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ بین کرنے والی عورت اگر مرنے سے قبل توبہ نہ کرے تو اسے قیامت کے روز کھڑا کر کے گندھ کا پا جامد اور کھلی (خارش) کا کرتا پہنایا جائے گا (مسلم)

۱۱۔ سوگ کتنے دن تک؟

کسی غریب یا رشتہ دار کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا، جائز نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ام عطیہؓ کا بیٹا فوت ہو گیا تو انہوں تیرے دن زر در گک کی خوشبو نگلو کراپنے بدن پر لگائی اور فرمایا ہمیں خاوند کے علاوہ اور کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع فرمایا گیا (بخاری)

لے۔ سوگ کی اجازت ہے حکم نہیں

۸۔ اہل میت کے لیے کھانا تیار کرنا

آپ ﷺ نے حضرت جعفرؑ کی شہادت کی خبر ملنے پر فرمایا، ”خاندان جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے، جس نے ان کو صرف کر دیا ہے“ (ابوداؤد، ترمذی)

امام شافعی میت کے پڑوسیوں اور رشتہداروں کا ایک دن اور اگلی رات کا کھانا اہل میت کے لیے پسند فرماتے، اور کہتے یہ سنت ہے۔
کھانا بھیجوانے کی زیادہ مدت تین دن ہے، اس سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے، تاہم اگر اہل میت نادار لوگ ہوں تو معاونت کے طور پر زیادہ دن بھی بھیجا جاسکتا ہے۔
اگر اہل میت کے لیے کوئی بھی کھانا تیار نہ کرے تو اہل میت خود اپنے لیے کھانا تیار کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی حرمنہیں۔ اسلام نے میت کی وفات پر کسی قسم کے مخصوص کھانے (بریانی، قورمه) کے اہتمام کا حکم نہیں دیا بلکہ ایسا اکرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ کھانا ایسے اقرباء کے لیے ہوتا چاہیے جو دور سے آئے ہوں
حضرت فرماتے ہیں کہ ”میت دفن کرنے کے بعد اہل میت کے گھر جمع ہونا اور اس کے ہاتھ کھانا کھانا، ہم نوح میں شمار کرتے تھے“ ایسا کرنا جاہلیت کی رسم ہے، جو کہ اسلام میں قطعی جائز نہیں۔

قریب کے لوگوں کو اپنے گھر جا کر کھانا کھانا چاہیے کیوں کہ یہ خوش یاد یادوت کا موقع نہیں۔

۹۔ میت کے متعلق وہ امور جو سنت سول ﷺ اور آثار صحابہ سے ثابت نہیں (بدعات)

۱۔ مرنے والے کے سر کے قریب قرآن مجید رکھنا۔

۲۔ مرنے والے کے پاس سورہ پیشین پڑھنا۔

۳۔ میت کی چار پائی کے گرد بیٹھ کر ذکر کر پڑھنا۔

۴۔ مرنے والے پر سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

۵۔ راہداری (میت اٹھانے سے قبل علہ ساتھ رکھنا، اور تم نین کے بعد غرباء میں باشنا) کی رسم ادا کرنا۔

۶۔ مرنے والے کے پاس سورہ بقرہ کی تلاوت کرنا۔

۷۔ بیوی کی وفات ہونے پر خاوند کے لیے بیوی کو غیر محروم قرار دینا،

۸۔ آیات قرآنی یا چاروں قل والہا کثیر امیت کو اورہ رہانا۔

۹۔ قل کرنا، ساتواں، دسوال کرنا۔

۱۰۔ بری منانا۔

